ماہنامہ
فیصل آباد
پاکستان

مِلّیّة

جمادی الاخری ۱۴۳۰ھ بمطابق جون 2009ء

● دفاعی جنگ، مگر کس کی؟ — ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی
● مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف حضرت مولانا رشید احمدؒ کا فتویٰ — مولانا عبدالحق خان بشیر نقشبندی
● تحفظ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داریاں — مفتی ناصر الدین مظاہری

زیر ادارت
مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی

کلمات تشکر

شکر ہے اللہ تیرا میں تو اس قابل نہ تھا!
پھر دیا کعبے کا پھیرا میں تو اس قابل نہ تھا!
ساری دنیا کی لطافت تیرے آگے ہیچ ہے
دل میں ہے تیرا بسیرا میں تو اس قابل نہ تھا!
میری تو کوتاہیاں سب تیرے آگے تھیں عیاں
پھر بھی تو نے منہ نہ پھیرا میں تو اس قابل نہ تھا!
جام زمزم کا پلا کے دل میں ٹھنڈک ڈال دی
ساقیا یہ تیرا ڈیرا میں تو اس قابل نہ تھا!
ہر طرف ظلمت ہی ظلمت چار سو پھیلی ہوئی
مجھ کو دیا تو نے سویرا میں تو اس قابل نہ تھا!
اس جگہ توحید پہ آ کے ہوا پختہ یقیں
چھٹ گیا ہر اک اندھیرا میں تو اس قابل نہ تھا!
خانۂ کعبہ میں آ کر مل گیا دل کو سکون
تیری رحمت نے ہے گھیرا میں تو اس قابل نہ تھا!
ہے حبیبؔ خستہ دل پہ تیرا احسانِ عظیم
اپنا رکھا دل نہ پھیرا میں تو اس قابل نہ تھا!

ابن انیس مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ
مِلّیہ
فیصل آباد

ہر اسلامی مہینے کے شروع میں شائع ہوتا ہے۔

جمادی الاخری ۱۴۳۰ھ جلد نمبر 5
مطابق
جون 2009ء شمارہ نمبر 6

فہرست مضامین

○ دفاعی جنگ، مگر کس کی؟ — ابن انیس حبیب الرحمن لدھیانوی — 2

○ مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف حضرت مولانا رشید احمدؒ کا فتویٰ — مولانا عبدالحق خان بشیر نقشبندی — 8

○ تحفظ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داریاں — مفتی ناصر الدین مظاہری — 21

○ انوار انوریؒ — شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد انوریؒ — 31

○ تخلقوا باخلاق اللہ۔ خطبہ جمعہ — جمع و ترتیب مولوی محمد انس — 37

○ خواتین کے صفحات — خادمۃ القرآن — 41 تا 44

○ میدان یرموک میں جرجہ کا قبول اسلام — ام محمد — 45

فی شمارہ 20 روپے — پاکستان میں سالانہ 200 روپے
سالانہ بدل اشتراک بیرون ملک 40 امریکی ڈالر

رابطہ کے لیے
جامعہ مِلّیہ اسلامیہ
محلہ خالصہ کالج P.O مدینہ ٹاؤن۔ فیصل آباد
041-8711569

ناشر۔۔۔۔حبیب الرحمن لدھیانوی — مطبع: ظفر اینڈ فضل پرنٹنگ پریس فیصل آباد — Decl No. 3483-85

كلمة الحبيب

دفاعی جنگ، مگر کس کی؟

ابن احمد حبیب الرحمٰن لدھیانوی

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ:

کھیل شروع ہو چکا ہے، جنگ کا طبل بج گیا ہے، دانشوروں کے شور نے اپنا کام دکھا دیا ہے۔ انہوں نے ڈالر حلال کر لیے، اور غیر کی خواہشات کی تکمیل کو مکمل تحفظ فراہم کر دیا ہے۔ کونوں کھدروں میں چھپے ہوئے چوہے یکے بعد دیگرے باہر آ رہے ہیں۔ اور گھمسان کا رن پڑ چکا ہے۔ بیس لاکھ کے قریب انسان وادیٔ سوات سے ہجرت کر کے بے یار و مددگار پھر رہے ہیں۔ کہنے والے یہ کہتے ہیں کہ یہ ہجرت تقسیم ہند کے بعد کی سب سے بڑی ہجرت ہے۔ کہنے اور لکھنے والے اُچھل اُچھل کر غیروں سے داد اور امداد حاصل کرنے کے چکر میں ہیں۔ جو کام غیر نہ کر سکا وہ ہمارے دانشوروں نے کر دکھایا۔ قوم نے آج تک اس جنگ کو اپنی نہ سمجھا مگر انہوں نے اپنی کر دکھایا، یہاں تک کہ افغانستان جو کہ اس جنگ کا اصل میدان تھا اس کی بجائے اپنے ملک کو میدانِ جنگ بنا دیا۔

سوال یہ ہے کہ کیا یہ بیس لاکھ سے زائد افراد طالبان یا جنگجوؤں کی وجہ سے بے گھر ہوئے؟ کیا طالبان نے ان کو گھروں سے مار کر نکالا ہے؟ کیا طالبان کے حملوں سے تنگ ہو کر اپنے گھروں سے نکلے ہیں؟ اگر یہ صحیح ہے تو ان لوگوں کو کئی ماہ یا دو چار سال پہلے نکل جانا چاہیے تھا۔ مگر یہ لوگ اس وقت بے گھر ہوئے ہیں جب ہماری بہادر افواج نے شرپسندوں، جنگجوؤں، طالبان کے خلاف ایکشن کے نام پر جنگ شروع کی۔

حقیقت یہ ہے کہ یہاں پر طالبان کے نام کا وجود تک نہ تھا، یہ وادی انتہائی پُرسکون تھی مگر عالمی گماشتوں نے قدرتی حسن سے مالا مال اس وادی کو عیاشی کا اڈہ بنانے کا پروگرام بنایا۔ اس وادی میں انہوں نے ناچ گھر اور نائٹ کلب کھولنے کے نقشے بھی ترتیب دیے تھے۔ یہ جو کچھ وہاں کے لوگوں کی طرف سے ہوا، اس کا ردِ عمل تھا، جس کو طالبانائزیشن کا رنگ دے دیا گیا۔ اب وہ لوگ طالبان

ہیں یا جنگجو کچھ بھی ہیں ان کو تباہ کرنے کے لیے سب کچھ کیا جارہا ہے۔ ہمارے میڈیا نے ان کو انتہائی سفاک بنا کر دنیا کے سامنے پیش کر کے ڈالر بنانے کا دھندہ بنالیا۔ جب کہ انہی طالبان یا جنگجوؤں کے قبضے کے دور میں کسی کو وہاں سے ہجرت کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ اب جو لوگ اپنے گھروں کو چھوڑ کر در بدر مارے مارے پھر رہے ہیں یہ اسی فوجی کارروائی کا نتیجہ ہے جو کہ ہم امن بحال کرنے اور شدت پسندی کو ختم کرنے کے نام پر کر رہے ہیں۔ اب وہاں پر فوج وہ کچھ کر رہی ہے جو کہ اس کو ملک کے دشمن کے خلاف کرنا چاہیے تھا۔ جو جنگی جہاز اور ہیلی کاپٹر غیر ملکی دشمن کے خلاف کام آنے چاہیے تھے وہ اپنوں کے خلاف استعمال ہو رہے ہیں۔ جو اسلحہ ہمیں اپنے ملک کی سرحدوں کے دشمن کے خلاف استعمال کرنا چاہیے تھا وہ ہم قبائلی محب وطن لوگوں کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ اور جس اندھا دھند طریقے سے یہ اسلحہ استعمال ہو رہا ہے اسی کے نتیجے میں وہاں کے لوگوں کا بھاری تعداد میں جانی نقصان ہو رہا ہے۔ اگر آپ کسی بھی مہاجر کیمپ میں جائیں تو یہی داستان ملے گی کہ فوجی کارروائی میں کسی کا بیٹا مارا گیا، کسی کا باپ مارا گیا، کسی کی بیٹی اس سے جدا ہو گئی۔ لوگ روتے ہوئے ہماری بہادر فوج کو بددعائیں دے رہے ہیں۔ اور صاف کہہ رہے ہیں کہ جنگجوؤں کی کسی بھی کارروائی میں ہمارے ساتھ ایسا نہیں ہوا۔ تو پھر ہماری ہی فوج ہمیں ہی کیوں مار رہی ہے۔

اب ہمارے ملک کے وزیر داخلہ جن کے پاس برطانوی نیشنلٹی ہے جو کہ برطانیہ کے نائٹ کلبوں کی زندگی گذارنے کے عادی ہیں، نے خمار آلود آنکھوں اور نشہ میں وحشت کو جنجھ ہوئی آواز میں کہا ہے کہ طالبان ملک اور اسلام کے دشمن ہیں۔ کون سے ملک کے دشمن ہیں اس کی وضاحت نہیں کی۔ کیا اس ملک کے دشمن ہیں کہ جب اس نے ممبئی دھماکوں کے ڈرامے کی آڑ میں جب ہمارے ملک پر حملہ کرنے کا پروگرام بنایا تو انہی شدت پسندوں، جنگجوؤں، طالبان نے کہا تھا کہ ہمیں موقع دیا جائے کہ ہم پاکستان کی مشرقی سرحدوں پر آئے دشمن کا حساب بے باق کر دیتے ہیں۔ جس کے متعلق امریکہ بار بار یہ یقین دہانی کرا رہا ہے کہ اس ملک سے پاکستان کو کوئی خطرہ نہیں۔ اور یہ نہیں بتایا گیا کہ کون سے اسلام کو خطرہ ہے۔ اس اسلام کو جس میں شراب، زنا، ننگے ڈانس، وغیرہ کی کھلے عام چھٹی ہو۔

اب یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ ایک دفاعی جنگ ہے۔ مگر یہ نہیں بتایا جاتا کہ یہ ہم کس کا دفاع کر رہے ہیں اور کس سے کر رہے ہیں۔ ہمارا دشمن کون ہے۔ ہم نے اپنوں ہی کو اپنا دشمن بنا ڈالا۔ اور یہ

بھی کہا جا رہا ہے کہ ہمیں اپنے اندر کے دشمن سے خطرہ ہے۔ سرحدوں پر فوج لگائے دشمن سے کوئی خطرہ نہیں۔

ملک میں جن لوگوں کو دشمن بنا کر ان کے ساتھ جنگ کی جارہی ہے دیکھنا یہ ہے کہ وہ کس کے خلاف برسرِ پیکار تھے۔ اور کب سے وہ آمادۂ جنگ ہوئے ہیں۔ کیا وہ اس وقت سے حالتِ جنگ میں ہیں جب سے ملک معرضِ وجود میں آیا تھا یا وہ کسی نظام کا ردِ عمل ہیں؟۔ جب سے یہ ملک معرضِ وجود میں آیا ہے اس وقت سے یہاں ایک طبقہ مسلسل عوام الناس کا استحصال کر رہا ہے۔ رشوت، ناانصافی، ناجائز قبضہ، قتل و غارت گری کا بازار گرم کر رکھا ہے۔

۱۸۵۷ء کے بعد انگریز نے جو کچھ متحدہ ہندوستان میں کیا تھا اس کا "ری پلے" بھی شروع ہو چکا ہے۔ انگریز نے مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لیے ہندوستان میں فرقہ وارانہ فسادات کرائے۔ یہاں بھی آجکل انہی کی اولادیں فرقہ وارانہ فساد کو پیدا کر رہی ہیں۔ جو لوگ اس ملک میں سیاسی طور پر مردہ ہو چکے تھے انہی کو مردہ فروشی کی دوکان کے تحفظ کی آڑ میں پھر سے کھڑا کیا جا رہا ہے۔ تاکہ قرآن وسنت کا وہ نظام نہ آجائے جس میں ان چیزوں کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ کام ۱۹۷۷ء میں بھی ہوا تھا کہ جب نظام مصطفےٰ کی آڑ میں ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے خلاف تحریک چلائی گئی اور وہ کامیاب ہوگئی تو عالمی گماشتوں کو یہ فکر پڑ گئی کہ اگر واقعی نظام مصطفےٰ اس ملک میں آگیا تو ہمارا بنا بنایا کام بگڑ جائے گا۔ چنانچہ اس وقت جماعت اہلسنت بنا کر اور سنی کانفرنسیں کروا کر قومی اتحاد میں پھوٹ ڈالی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ علماء کے اس اختلاف کی آڑ لے کر نظام مصطفےٰ کو متنازع بنا دیا گیا۔ آج پھر اسی چیز کو دوہرایا جا رہا ہے۔ اگر سوات میں چند افراد نے ایسا فعل کیا ہے جو کہ دوسرے فرقے کو قابل قبول نہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ سوات کے سب لوگ اس فعل کے حامی ہیں۔ مگر باہر بیٹھے ہوئے ٹیلیفون خطاب کرنے والے نے یہاں پر رہنے والوں کو مال کی کھنک سے اس طرح آشنا کیا کہ وہ اس کے پیچھے لگ گئے۔ حالانکہ سب لوگ جانتے ہیں کہ ۲۰۰۶ء میں نشتر پارک کراچی میں جو بم دھماکے ہوئے اور اس کی وجہ سے سو سے زائد افراد مارے گئے اس کے پیچھے کس کا ہاتھ تھا۔

یہ بات بڑے زور وشور سے ہمارے ملک کے دانشور کہتے ہیں کہ یہ دفاعی جنگ ہے۔ میں پہلے سوچتا تھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس لیے کہ ان لوگوں نے کبھی پاکستان کے خلاف بیان نہیں دیا نہ ہی کبھی ان لوگوں نے پاکستان سے علیحدگی کی بات کی۔ اور آج بھی اس پر قائم ہیں، بلکہ جب ہندوستان نے ۲۰۰۸ء میں ممبئی میں دہشت گردی کے نام پر ڈرامہ رچایا اور پاکستان پر حملہ آور ہونے کی دھمکیاں

دیں تو انہی لوگوں نے اعلان کیا کہ ہم اپنے اختلافات بھلا کر پاکستان کے دفاع کے لیے دس لاکھ افراد ہندوستان کے مقابلے میں لڑنے کے لیے تیار ہیں۔ مگر دشمن نے ہمارے ان شوروں کے ذریعے ایسی چال چلی کہ ہم لوگوں کو یہ باور کرایا گیا کہ ہندوستان تمہارا دشمن نہیں بلکہ تمہارا دشمن وہ ہے جو کہ ہندوستان سے تمہارے ملک کا دفاع کرنے کے لیے اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے تیار ہے۔

ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ نظام عدل ریگولیشن کو عوام کی منتخب اسمبلی سے پاس کیا گیا تھا ، اب جبکہ سوات پر حملے کا پروگرام بنایا گیا تو اسی اسمبلی کو اعتماد میں کیوں نہیں لیا گیا ، اس میں کیا جلدی تھی۔ پھر اس کے بعد آل پارٹیز کانفرنس بلائی گئی ، اس کی اب کیا ضرورت تھی۔ یہ کانفرنس اس سے پہلے بلائی جانی چاہیے تھی۔ صاف ظاہر ہے کہ اوپر سے اشارہ تھا۔ جس طرح ہمارے ہاں فوجی انقلاب آتے ہیں ، فوجی جرنیل اقتدار پر قبضہ کرکے بعد میں سپریم کورٹ سے جواز اور پھر اسمبلی سے تصدیق حاصل کر لیتا ہے اسی طرح اب کیا گیا ہے۔

پاکستان بنے ہوئے باسٹھ برس ہو چکے ہیں۔ ان باسٹھ برسوں میں کبھی وہ کچھ سوات میں ہوا جو کہ اب ہو رہا ہے؟۔ ہمارے ملک میں باسٹھ برسوں میں عوام کو کچلا گیا۔ عوام کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کیا گیا۔ اس ملک میں قبضہ گروپ کی سرپرستی کی گئی۔ اس ملک میں اربوں روپیہ بنکوں سے لے کر ہڑپ کر لیا گیا۔ اس ملک میں جاگیرداری نظام کو فروغ دیا گیا ، سرمایہ داری نظام کو تحفظ فراہم کیا گیا۔ چوروں لٹیروں ڈاکوؤں کو اسمبلی میں جگہ دی گئی ، سامراجی ٹاؤٹوں کو صوبوں کے گورنر بنایا گیا۔ اس ملک میں حوا کی بیٹی کو سرعام نیلام کیا گیا۔ بے حیائی اور بے شرمی کو عام کیا گیا۔ چکلوں کو نئے انداز دیکر مساج گھر بنائے گئے۔ ان مساج گھروں کی مخالفت کرنے والی بچیوں کو لال مسجد میں جلا کر راکھ کر دیا گیا۔ اس ملک کو لوٹنے والوں کو این آر او کے ذریعہ تحفظ دیا گیا۔

۸ مئی کو جو آل پارٹیز کانفرنس اسلام آباد میں بلائی گئی تھی اس میں جتنے لوگ شامل تھے اگر وہ سب ملک کے خیر خواہ تھے تو پہلے وہ اپنا احتساب کرتے۔ وہ قبائلی علاقوں کے لوگوں کو ملک اور اسلام کا غدار قرار دینے سے پہلے یہ دیکھتے کہ کیا نواز شریف نے اس رقم کا حساب دے دیا ہے جو کہ قرض اتارو ملک سنوارو کے نام سے ملک کے عوام سے کروڑوں ڈالر کی شکل میں وصول کی تھی۔ جب نواز شریف نے ایٹمی دھماکے کیے تھے تو اس وقت انہوں نے فارن کرنسی اکاؤنٹ منجمد کر کے قومی معیشت کا جو بیڑہ غرق کیا تھا اس کا حساب لیا گیا۔ کیا وزیراعظم یوسف رضا گیلانی پر جو الزامات عائد کیے گئے تھے ان کی

کسی غیر جانبدار عدالت سے تحقیق ہو چکی ہے۔ کیا صدر زرداری صاحب پر قتل، ڈکیتی، ملک کے کھربوں روپے لوٹ کر ملک سے باہر لے جانے کے جتنے الزام لگائے گئے تھے ان سب کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ کیا مرتضیٰ بھٹو کے قاتلوں کا پتہ چل گیا ہے۔ کیا سرے محل کے خریداروں کے متعلق کوئی فیصلہ ہوا ہے۔ کیا لال مسجد کے سانحہ کے ذمہ داروں کو انجام تک پہنچایا جا چکا ہے۔ کیا ملک کے قانون کو برطرف کر کے ایمرجنسی لگا کر قانون سے غداری کرنے والے کو عدالت کے کٹہرے میں لایا گیا۔ کیا سانحہ بارہ مئی کے کرداروں کو بے نقاب کر کے ان کے خلاف کارروائی کی گئی۔ کیا الطاف حسین اور اس کے ساتھیوں کے خلاف جو قتل کے مقدمات تھے ان کا فیصلہ ہوا۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ امریکی افواج نے ہمارے ملک کے اندر گھس کر جو کارروائیاں کیں ان کا کوئی جواب دیا گیا؟۔ کیا ڈرون حملوں کے جواب میں بھی ہماری بہادر افواج اسی قسم کی کارروائیاں کر رہی ہے؟۔ ہم نے کتنے ڈرون طیارے مار گرائے؟۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر یہ سب کچھ کر لیا گیا ہوتا تو کبھی بھی سرحدی علاقے ایسے طوفان میں نہ گھرتے۔ اگر یہ سب کچھ نہیں ہوا تو سمجھو کہ یہ انہی لوگوں کے دفاع کی جنگ ہے۔ اور آج کا دانشور جو لکھ رہا ہے وہ ان لوگوں سے اپنے قلم کا بھاری معاوضہ وصول کر رہا ہے۔

ان ساری باتوں کو دیکھا جائے تو سمجھ میں بات آتی ہے کہ یہ جنگ قبضہ گروپوں کے دفاع کی جنگ ہے۔ شراب و کباب و شباب میں ڈوبے لوگوں کے دفاع کی جنگ ہے۔ بے ننگ نام زندگی گذارنے والوں کے دفاع کی جنگ ہے۔ رشوت خور ججوں، افسروں کے دفاع کی جنگ ہے۔ ملک لوٹنے والوں کے دفاع کی جنگ ہے۔ بردہ فروشوں کے دفاع کی جنگ ہے۔ چکلوں کے دلالوں کے دفاع کی جنگ ہے۔ بے حیائی کے مبلغوں کے دفاع کے جنگ ہے۔ این، آر، او، کے دفاع کی جنگ ہے۔ اور امریکہ کے مفاد کے دفاع کی جنگ ہے۔

آج سانحہ مشرقی پاکستان کی تاریخ کو پھر سے دوہرایا جا رہا ہے۔ آج وہی صورت پیدا کر دی گئی ہے جو ۱۹۷۱ء میں تھی۔ اس وقت بھی مشرقی پاکستان کے لوگوں کو غدار اور ملک دشمن قرار دیکر ان پر فوج کشی کی گئی تھی اور آج سرحدی قبائلی علاقوں کے لوگوں کو غدار قرار دے کر ان پر فوج کشی کی جا رہی ہے۔

کیا ہم مشرقی پاکستان کے سانحہ کے ذمہ داروں کے انجام کو بھول گئے۔ سانحہ مشرقی پاکستان کی تحقیقات کے نتیجہ میں ان کرداروں کو ہم منطقی انجام تک پہنچا نہ سکے جو کہ اس کے ذمہ دار

تھے۔ہم لوگوں کو تو توفیق نصیب نہیں ہوئی مگر اللہ نے اس کا بدلہ ایسا لیا کہ رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔شرط یہ ہے کہ ہم میں کوئی سمجھ والا ہو۔مشرقی پاکستان کے المیہ کے ذمہ دار تین تھے۔اندرا گاندھی،شیخ مجیب الرحمن،اور مسٹر ذوالفقار علی بھٹو۔ان تینوں کرداروں کا کیا انجام ہوا،اگر غور کریں تو جواب بڑی آسانی سے مل جاتا ہے۔تینوں غیر طبعی موت مرے۔تینوں کو ہلاک کیا گیا۔تینوں کی اولادیں بھی غیر طبعی موت مریں۔یہاں تک کہ ان کے قاتلوں کی نشاندہی بھی کرنے والا کوئی نہیں۔جن کو معلوم ہے وہ قوم کو بتانے کے لیے تیار نہیں۔اور نہ ہی قوم کو اس سے کوئی غرض ہے۔اگر قوم کو غرض ہوتی تو قوم سڑکوں پر نکل کر ان کے قاتلوں کو ان کے انجام تک پہنچانے کی کوشش کرتی۔چنانچہ قبائلی علاقوں میں آپریشن کرنے سے پہلے سوچ لیا جائے کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔بیس لاکھ سے زائد افراد بے گھر ہوچکے ہیں،ان کی آہیں ان کی سسکیاں جو کہ واضح طور پر ہمارے خلاف ہیں ان کو دیکھا جائے تو یہ شعر زبان پر آتا ہے۔

نہ جا اس کے تحمل پر کہ بے ڈھب ہے گرفت اس کی
ڈر اس کی دیر گیری سے کہ سخت ہے انتقام اس کا

☆☆☆

حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ ارتحال

شیخ الحدیث،شیخ التفسیر،شیخ القرآن حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ گذشتہ ماہ انتقال فرماگئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔حضرت مولانا مرحوم ایک جامع کمالات شخصیت تھے،علمی اعتبار سے ایک نابغہ روزگار شخصیت تھے۔حضرت مولانا کا انتقال ایک صدی کا اختتام ہے۔مولانا مرحوم بیسیوں کتابوں کے مصنف تھے۔تقابل ادیان میں حضرت مرحوم کو کمال کی دسترس حاصل تھی،اس سلسلے میں ان کی تحریریں حجت کا درجہ رکھتی ہیں۔اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی مقبولیت اس سے ظاہر ہے کہ ان کی اولاد سب کی سب نہ صرف اہل علم ہے بلکہ اس پر عامل بھی ہے۔اور اس اولاد سے علمی فیض جاری وساری ہے۔حضرت کے جنازے میں کثیر تعداد میں لوگوں کی شرکت اللہ کے ہاں ان کی مقبولیت کا پتہ دیتی ہے۔حضرت مرحوم کے متعلق تفصیلی مضمون آئندہ کسی شمارے شائع کیا جائے گا۔☆☆☆

مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف حضرت مولانا رشید احمدؒ کا فتویٰ کفر

ایک تاریخی حقیقت.....ایک تحقیقی جائزہ

مولانا عبد الحق خان بشیر نقشبندی

۱۹۸۲ء کا واقعہ ہے کہ ایک غالی فرقہ کی طرف سے ''فتاویٰ قادریہ'' کے نام سے ایک کتاب منظر عام پر آئی جسے لاہور کے ایک نشریاتی ادارہ ''مکتبہ قادریہ'' نے شائع کیا اور اسے پورے ملک میں پھیلایا گیا، بعض احباب کی وساطت سے یہ کتاب ہم تک بھی پہنچی۔ یہ کتاب درحقیقت تحریک آزادی ہند کے عظیم جرنیل، فخر المجاہدین حضرت مولانا عبد القادر لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کے جلیل القدر صاحبزادگان: حضرت مولانا محمد لدھیانوی، حضرت مولانا عبد اللہ لدھیانوی، حضرت مولانا عبد العزیز لدھیانوی اور حضرت مولانا اسماعیل لدھیانوی رحمہم اللہ تعالیٰ کے مختلف فتاویٰ جات کا مجموعہ ہے، جو انہوں نے اپنے والد گرامی قدر کے اسم گرامی کی طرف منسوب کرکے شائع کیا ہے۔

ان علمائے لدھیانہ کو یہ شرف وسعادت حاصل ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف اولین فتویٰ کفر ان ہی کی طرف سے جاری ہوا، حالانکہ اس وقت اکثر وبیشتر علماء کرام مرزا قادیانی کے افکار ودعاوی سے ناواقفیت کی وجہ سے اس کے خلاف کفر کا فتویٰ دینے میں متردد تھے اور اس کے نظریات کے بارہ میں ٹھوس معلومات اور ثبوت نہ ہونے کی بناء پر فتویٰ کفر جاری کرنے سے گریزاں تھے، ان ہی محتاط ومتردد علماء میں قطب الارشاد امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ العزیز بھی شامل تھے۔

علمائے لدھیانہ کا فتویٰ اور حضرت گنگوہیؒ کا ابتدائی موقف

۱۳۰۱ ہجری (۱۸۸۴ء) میں جب مرزا قادیانی کی پہلی کتاب ''براہین احمدیہ'' منظر عام پر آئی تو اس کی بعض غیر محتاط عبارات سے علماء کرام کا ایک گروہ چونک اٹھا اور ان کے دلوں میں مرزا قادیانی کے بارہ میں شکوک وشبہات سر اٹھانے لگے، اسی دوران مرزا قادیانی نے اپنے چند روزہ قیام لدھیانہ کے دوران کچھ عجیب قسم کے دعوے کردیئے، گویا وہ مامور من اللہ ہے، جس سے علماء کرام کا وہ گروہ مزید چوکنا ہوگیا اور اس نے مرزا قادیانی پر کفر وضلالت کا فتویٰ جاری کردیا۔ یہ فتویٰ جاری کرنے والے بھی

علماء لدھیانہ تھے جو مرزا قادیانی کی کتاب اور اس کے زبانی دعووں سے نبوت و رسالت کی طرف اس کی غیر محسوس پیش قدمی بھانپ گئے۔

لدھیانہ کے بعض دیگر علماء مرزا قادیانی کے ان پوشیدہ مقاصد اور نبوت کی طرف اس کی خفیہ پیش رفت کا ادراک نہ کرسکے اور انہیں علماء لدھیانہ کا فتویٰ کفر ناگوار گزرا، چنانچہ وہ فتویٰ کفر دینے والے علماء کے خلاف شکایت لے کر قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے علم و فہم کے مطابق حضرت گنگوہیؒ کو و طرفہ صورت حال بتائی، حضرت گنگوہیؒ نے ان کا موقف سنا تو اس موقف کی روشنی میں فتویٰ دینے والے علماء لدھیانہ کی طرف ایک مکتوب جاری فرمایا، جس میں حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ:

”گو کتاب ”براہین احمدیہ“ کے بعض اقوال میں کچھ خلجان سا ہوتا ہے، مگر تھوڑی سی تاویل سے اس کی تصحیح ممکن ہے، لہٰذا آپ جیسے اہل علم سے تعجب ہے کہ ایسے امر متبادر المعانی کو دیکھ کر تکفیر و ارتداد کا حکم فرمایا، اگر تاویل قلیل فرماکر اس کو اسلام سے خارج نہ کرتے تو کیا حرج تھا؟ تکفیر مسلم ایسا سہل امر نہیں کہ ذرا سی بات پر کسی کو جھٹ کافر کہہ دیا جائے.... بہر حال تکفیر کسی وجہ اور شک پر جائز نہیں، اگر القائے شیطانی بھی ہو تو بھی ارتداد اور تکفیر کی کوئی وجہ پیدا نہیں ہوسکتی اور آپ کا یہ فرمانا کہ: اس کا دعویٰ انبیاء سے بڑھ کر ہے، یہ بیان میری سمجھ سے باہر ہے، کسی مسلمان کی تکفیر کرکے اپنے ایمان کو داغ لگانا اور مواخذہ اخروی سر پر لینا سخت نادانی ہے، یہ بندہ جیسا اس بزرگ (مرزا قادیانی) کو کافر فاسق نہیں مانتا، اس کو مجدد و ولی بھی نہیں کہتا، صالح مسلمان سمجھتا ہوں اور اگر کوئی پوچھے تو ان کے ان کلمات کی تاویل مناسب سمجھتا ہوں اور خود اس سے اعراض و سکوت ہے“۔ (فتاویٰ قادریہ، مطبوعہ لاہور)

حضرت گنگوہیؒ کا موقف لدھیانہ سے آنے والے ان علماء کی فراہم کردہ معلومات پر مبنی ہے جو اس وقت تک مرزا قادیانی کے بارہ میں حسن ظن رکھتے تھے اور فتویٰ دینے والے علماء لدھیانہ کی سخت گیری اور جلد بازی سے نالاں بھی تھے، ایسے حالات میں اصول فتویٰ کی حدود و قیود اور تکفیر مسلم کی حساسیت و نزاکت سے واقفیت رکھنے والے اصحاب علم و فہم اچھی طرح واقف و باخبر ہیں کہ فتویٰ میں کس قدر احتیاط لازم ہے، اس لئے اس وقت کے حالات و واقعات کے مطابق یہ حضرت گنگوہیؒ کا ایک

انتہائی محتاط فتویٰ تھا' لیکن بعد میں جوں جوں مرزا قادیانی کے افکار و دعاوی کی اصل حقیقت حضرت گنگوہیؒ پر واضح و آشکارا ہوتی چلی گئی' ان کے مذکورہ موقف میں بھی نمایاں اور واضح تبدیلی آتی چلی گئی اور مرزا قادیانی سے متعلق ان کا فتویٰ رفتہ رفتہ سختی و شدت اختیار کرتا چلا گیا۔

تحقیق یا جہالت؟

بدقسمتی سے لاہور کے جس مکتبہ نے ''فتاویٰ قادریہ'' دوبارہ شائع کیا ہے' اس نے حقیقت پسندی کا ثبوت بالکل نہیں دیا' بلکہ بدترین مسلکی تعصب کا مظاہرہ کیا ہے' اس نے جوش تعصب میں ''فتاویٰ قادریہ'' کے خول سے نکل کر حضرت گنگوہیؒ کا موقف سمجھنے کی سرے سے کوشش ہی نہیں کی' اس نے مرزا قادیانی کے خلاف حضرت گنگوہیؒ کے دیگر تمام فتاویٰ کو (جن میں اس کے کفر و ضلالت کا فتویٰ دیا گیا تھا) کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف ''فتاویٰ قادریہ'' کے مذکورہ فتویٰ کو ہی بنیاد بناکر یہ تاثر قائم کرلیا ہے کہ حضرت گنگوہیؒ نے تادم آخر مرزا قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ نہیں دیا۔ چنانچہ مذکورہ متعصب مکتبہ کی طرف سے جو ''فتاویٰ قادریہ'' شائع ہوا' اس کے آغاز میں ایک ورقی ابتدائیہ کا اضافہ کیا گیا ہے اور اس میں ان کے ایک متعصب اسکالر جناب عبدالحکیم شرف قادری صاحب فرماتے ہیں کہ:

''ابو القاسم رفیق دلاوری اپنی کتاب ''رئیس قادیان'' جلد دوم میں لکھتے ہیں کہ: آخر گنگوہیؒ صاحب نے بھی مرزا قادیانی کی تکفیر پر اتفاق کرلیا تھا جہاں تک ''فتاویٰ قادریہ'' کا تعلق ہے' اس سے اس اتفاق کا نشان تک نہیں ملتا' فتاویٰ رشیدیہ میں بھی ایسا کوئی عنوان نہیں ہے' اگر کوئی صاحب اس کی نشاندہی کریں تو تاریخ کے ایک طالب علم ہونے کی حیثیت سے ہمیں اس کے قبول کرنے سے کوئی باک نہ ہوگا۔'' (ابتدائیہ فتاویٰ قادریہ' مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور)

حیرت ہے کہ شرف قادری صاحب کو ۱۳۰۱ ہجری کا ایک فتویٰ تو مل گیا' جس پر انہوں نے بڑے طمطراق کے ساتھ اپنی ریسرچ کو فائنل اور حتمی قرار دے دیا اور اس کے بعد حضرت گنگوہیؒ کی وفات (۸ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ) تک تقریباً ۲۲ سال کے طویل عرصہ میں ان کی طرف سے مرزا قادیانی کے خلاف جو کفر و ضلالت کے فتویٰ جاری ہوئے' وہ قادری صاحب کو کسی مارکیٹ یا لائبریری سے دستیاب نہ ہوسکے' ہماری عقل و دانش اس مفروضہ پر ایمان لانے کو قطعاً تیار نہیں کہ اپنے مکتب فکر کے ایک نامور محقق و اسکالر (جسے اپنی تاریخ پر بھی بہت ناز ہے کہ جو تاریخ سازی میں بھی اپنا ایک منفرد مقام

رکھتا ہے) نے مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف اس متفقہ ''فتویٰ کفر'' کا مشاہدہ ومطالعہ نہ کیا ہو جو ۱۸۹۲ء، ۱۳۰۸ھ میں مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے مرتب کیا تھا' اس میں مرزا قادیانی کے کفر پر حضرت گنگوہیؒ کے دستخط موجود ہیں اور پھر ہماری چھٹی حس یہ تسلیم کرنے پر بھی آمادہ نہیں کہ شرف قادری جیسے اسکالر نے اپنے اعلیٰ حضرت خان احمد رضا خان بریلوی کی دجل وتلبیس پر مبنی کتاب ''حسام الحرمین'' کے جواب میں فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نور اللہ مرقدہ کی معروف ومشہور کتاب ''المہند علی المفند'' کا مطالعہ نہ کیا ہو جس میں مرزا قادیانی کے خلاف حضرت گنگوہیؒ کے مطبوعہ فتویٰ کفر کا تذکرہ بصراحت موجود ہے بہرحال خدا غارت کرے اندھی' گونگی بہری عصبیت کا جو اچھے بھلے محقق کو بھی صم' بکم' عمی بنا دیتی ہے۔

فتویٰ امام ربانی بر مرزا غلام احمد قادیانی

جناب شرف قادری صاحب کی طرح بعض غیر مقلدین نے بھی حضرت گنگوہیؒ کے بارہ میں یہی غالیانہ اور متعصبانہ موقف اختیار کیا تھا' جس کا جواب ہم نے ۱۹۸۴ء میں ''فتویٰ امام ربانی بر مرزا غلام احمد قادیانی'' کے نام سے شائع کر دیا تھا' ہمارے ۸۰ صفحات کے اس رسالہ کو بے حد پذیرائی ملی۔ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہ اور سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی قدس سرہ العزیز نے اس رسالہ کو بہت پسند فرمایا' بلکہ حضرت لدھیانویؒ نے تو انتہائی شفقت ومسرت بھرے انداز سے فرمایا کہ: اس رسالہ کے ذریعہ حضرت گنگوہیؒ کے مرزا قادیانی کے خلاف متعدد فتوے میرے مطالعہ میں پہلی بار آئے ہیں' پہلے وہ میری نظر سے نہیں گزرے۔

ختم نبوت کانفرنس لندن کے موقع پر حضرت گنگوہیؒ کے مرزا قادیانی سے متعلق موقف کے بارہ میں ہم سے سوال ہوتے رہے' ہم نے ''المہند علی المفند'' مولانا بٹالویؒ کے متفقہ فتویٰ کفر مرزا غلام احمد قادیانی اور بعض دیگر قادیانیوں کی تحریرات سے تو ان کا جواب دیا' لیکن یہ رسالہ اگر ہمیں پہلے مل جاتا تو ہم اس بارہ میں مزید مدلل جواب دے سکتے بہرحال اس وقت چونکہ (اس وقت کے حالات وواقعات کی بناپر) اس رسالہ میں معترضین کے لئے تنقیدی جوابات بھی شامل تحریر تھے' جن کی موجودہ حالات میں ہم ضرورت محسوس نہیں کرتے' اس لئے اب زیر نظر مضمون سے ہم نے وہ تمام تنقیدی بحثیں خارج کر دی ہیں اور صرف حضرت گنگوہیؒ کے فتاویٰ جات پر بحث کرنے کی کوشش کی ہے تا کہ مرزا قادیانی

****

اور اس کی جماعت کے بارہ میں حضرت گنگوہیؒ کا تحقیقی وفکری نکتۂ نظر کھل کر سامنے آجائے۔

علمائے لدھیانہ کا جوابی مکتوب

علمائے لدھیانہ کے نام حضرت گنگوہیؒ کے مکتوب گرامی کے دو اقتباسات ہم گزشتہ سطور میں نقل کر چکے ہیں جس میں حضرت گنگوہیؒ نے مرزا قادیانی سے متعلق معلومات کی روشنی میں اس کے بارہ میں اپنا نکتۂ نظر بیان کیا ہے‘ اس کے جواب میں علماء لدھیانہ نے حضرت گنگوہیؒ کے نام اپنے مکتوب کے اندر لکھا کہ:

”ہماری رائے میں علماء کا ایسے موقع پر توقف کرنا عوام کو گمراہی میں ڈالنا ہے‘ کیونکہ عوام تاویل کا نام تک نہیں جانتے‘ اسی بناء پر علمائے شریعت نے حسین بن منصور حلاج کو قتل کرادیا‘ حالانکہ اس سے کوئی ایسا کلمہ صادر نہ ہوا تھا جو قابل تاویل نہ ہو‘ آپ جیسے اہل فضل اور صاحب کمال سے تعجب ہوا کہ کلمات کفریہ کی تاویلات کے درپے ہوئے اور مرزا غلام احمد کے حالات سے کما حقہ اطلاع حاصل کئے بغیر اس کو صالح مسلمان قرار دے دیا اور نادانستہ عوام کو گمراہی میں ڈالا“۔ (فتاویٰ قادریہ)

حضرت گنگوہیؒ کا مکتوب اور علماء لدھیانہ کا جوابی مکتوب دونوں ”فتاویٰ قادریہ“ کے علاوہ مؤرخ اسلام حضرت مولانا ابو القاسم محمد رفیق دلاوری رحمہ اللہ علیہ (تلمیذ رشید حضرت شیخ الہندؒ) کی شہرۂ آفاق کتاب ”رئیس قادیان“ میں بھی شائع ہو چکے ہیں جو پہلے دو حصوں میں الگ الگ شائع ہوتی رہی اور اب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے دونوں حصوں کو یکجا کر کے ایک ہی جلد میں شائع کردیا ہے‘ مذکورہ مکاتیب اس کے ص:۳۴۲ تا ۳۴۹ میں منقول ہیں۔ تفصیلی خطوط وہیں ملاحظہ کرلئے جائیں‘ ان دونوں مکتوبات کے اندر دو پہلو پوری طرح واضح ہیں۔

۱:- یہ کہ دونوں فریق فتویٰ کے ایک ایک احتیاطی پہلو پر عمل کا مظاہرہ کر رہے ہیں‘ حضرت گنگوہیؒ اگر فتویٰ میں تکفیر مسلم (بلاثبوت وتحقیق) سے گریز کر کے احتیاطی پہلو پر عمل پیرا تھے تو علماء لدھیانہ عوام الناس کو مرزا قادیانی کے خود تراشیدہ دعووں کی گمراہی سے بچانے کے احتیاطی پہلو کو اختیار کئے ہوئے تھے اور اصحاب علم وفہم اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہیں کہ فتویٰ کے اندر یہ دونوں پہلو بہت نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔

۴:- یہ کہ علماء لدھیانہ مرزا قادیانی کی ”براہین احمدیہ“ کا مطالعہ کرچکے تھے لدھیانہ کے اندر اس کے دعاوی سن چکے تھے اور اس کے طرز وطریق کافی حد تک جان چکے تھے‘ گویا وہ مرزا قادیانی کی شخصیت‘ اس کی تحریک‘ اس کے حالات وتعلیمات اور اس کے مقاصد سے پوری طرح واقف ہوچکے تھے‘ اس کے برعکس حضرت گنگوہیؒ کی معلومات مرزا قادیانی کے بارہ میں صرف شنید وحد تک تھیں اور دید وشنید میں فرق ہر ایک پر واضح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کے بارہ میں مکمل معلومات حاصل ہونے کے بعد حضرت گنگوہیؒ نے علماء لدھیانہ کے فتویٰ کفر کو نہ صرف تسلیم کیا‘ بلکہ بھرپور طریقہ سے اس کی تائید وتصدیق بھی کی‘ یہاں تک کہ مرزا قادیانی کی مناظرانہ چیلنج بازیوں کا ناطقہ بند کردیا۔

علمائے لدھیانہ کی دارالعلوم دیوبند میں حاضری

حضرت گنگوہیؒ اور علماء لدھیانہ کے مابین مذکورہ خط وکتابت کے بعد اسی سال دارالعلوم دیوبند کا سالانہ جلسہ دستار بندی قریب آگیا‘ چنانچہ علماء لدھیانہ اس جلسہ میں شرکت کے لئے ۱۲ جمادی الاول ۱۳۰۱ ہجری کو دیوبند پہنچے‘ جلسہ کے موقع پر حضرت گنگوہیؒ بھی (گنگوہ شریف سے) دیوبند تشریف لائے تھے اس موقع پر ملک بھر (متحدہ ہندوستان) سے بڑے بڑے علماء کرام بھی تشریف لائے ہوئے تھے‘ علماء لدھیانہ نے ان اکابر علماء کی موجودگی میں حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی کا کچھ حال بیان کیا اور انہیں مرزا قادیانی کے دعاوی ومقاصد کے بارہ میں تفصیلی حالات سے آگاہ کیا اور اس کی بعض تحریرات بھی بطور ثبوت دکھلائیں۔

مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کی وضاحت

حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ حضرت مولانا مملوک علی نانوتویؒ کے فرزند ارجمند اور حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ کے شاگرد رشید تھے قیام دارالعلوم دیوبند کے بعد دارالعلوم کے پہلے صدر مدرس مقرر ہوئے اور اپنی وفات (۳ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ) تک اس عظیم منصب پر فائز رہے‘ علماء لدھیانہ نے جب انہیں مرزا قادیانی کے بارہ میں تفصیلی حالات سے آگاہ کیا تو انہوں نے حالات سن کر فرمایا کہ:

> ”میں مرزا غلام احمد کو اپنی تحقیق میں ایک آزاد خیال لامذہب جانتا ہوں‘ چونکہ آپ (یعنی علماء لدھیانہ) قریب الوطن ہونے کی وجہ سے اس کے تمام حالات سے بخوبی واقف ہیں‘ اس لئے آپ کو اس کی تکفیر سے منع نہیں کرتا‘ اس کے علاوہ آپ نے اس شخص کی کتاب

"براہین احمدیہ" پڑھی ہے اور میں نے اور مولوی رشید احمد صاحب (گنگوہی) نے اس کا مطالعہ نہیں کیا۔" (رئیس قادیان ص:۳۷۹،۳۸۰)

مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کی مذکورہ وضاحت کا ایک ایک جملہ فتویٰ کی اصولی احتیاط ظاہر کر رہا ہے اور وہ اصول فتویٰ کی روشنی میں برملا اس چیز کا اعتراف فرما رہے ہیں کہ علماء لدھیانہ چونکہ مرزا قادیانی کے بارہ میں معلومات کاملہ کی بنیاد پر اس کے خلاف فتویٰ کفر دے رہے ہیں، اس لئے ہم ان کو منع نہیں کرتے۔ البتہ خود فی الوقت فتویٰ کفر اس لئے نہیں دیتے کہ ہم نے ابھی تک نہ تو "براہین احمدیہ" کا مطالعہ کیا، نہ مرزا قادیانی کے کلمات کفریہ خود سنے اور نہ ہی اس کے دعاوی باطلہ کی تحریرات ہماری نظر سے گزریں، البتہ علماء لدھیانہ کی فراہم کردہ معلومات کی بنیاد پر مولانا یعقوب نانوتویؒ نے مرزا قادیانی کے بارہ میں درج ذیل تحریری موقف ان کو ارسال کردیا:

"یہ شخص (مرزا قادیانی) میری دانست میں لامذہب معلوم ہوتا ہے، اس شخص نے اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر فیض باطنی حاصل نہیں کیا، معلوم نہیں اس کو کسی روح کی اویسیت ہے مگر اس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ مناسبت اور علاقہ نہیں رکھتے"۔ (رئیس قادیان ص:۳۸۰)

ہمارے خیال میں احتیاط کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس سے زیادہ واضح موقف تحریر میں لانا ممکن نہ تھا، جو حضرت نانوتویؒ نے تحریر فرمادیا۔

حضرت گنگوہیؒ کی تائید

مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ سے مذکورہ تحریری وضاحت حاصل کرنے کے بعد علماء لدھیانہ حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت نانوتویؒ کا موقف ان کے سامنے پیش کردیا، اس پر حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ: "مولانا محمد یعقوبؒ ہم سب کے بڑے ہیں، جو کچھ وہ فرمائیں گے مجھے بسروچشم قبول ہوگا"۔ (ایضاً ص:۳۸۰)

مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کے مذکورہ فرمان کہ مرزا قادیانی آزاد خیال اور لامذہب ہے، صحبت اہل اللہ اور ان کے فیض باطنی سے محروم ہے اور اس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ مناسبت نہیں رکھتے، حضرت گنگوہیؒ کی طرف سے اس فرمان کی غیر مشروط تائید کے بعد ان کا سابقہ

موقف کہ میں مرزا قادیانی کو صالح مسلمان جانتا ہوں' خود بخود منسوخ ہو جاتا ہے' اس تائید کے بعد ان کے سابقہ موقف سے استدلال کرنا سراسر ظلم اور صریح ناانصافی ہے۔

شاہ عبدالرحیمؒ کا خواب اور مرزا قادیانی کی بے دینی

حضرت گنگوہیؒ اور مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ سے ملاقات کے بعد علماء لدھیانہ نے شیخ طریقت حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ سے ملاقات کی اور انہیں مرزا قادیانی کے افکار و نظریات سے آگاہ کیا' شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ (رائے پوری) ظاہری و باطنی علوم کے جامع اور حضرت گنگوہیؒ کے خلیفہ مجاز تھے' انہوں نے مرزا قادیانی کے حالات اور اس پر علماء لدھیانہ کے فتویٰ کفر سے علماء کے اختلاف کا تذکرہ سنا تو فرمایا: میں اس کے لئے استخارہ کروں گا تاکہ اس کے بارہ میں کوئی غیبی اشارہ مل جائے' چنانچہ انہوں نے استخارہ کیا اور فرمایا:

> ''میں نے دیکھا کہ یہ شخص (مرزا قادیانی) ریچھ پر اس طرح سوار ہے کہ منہ دم کی طرف ہے' جب غور سے دیکھا تو اس کے گلے میں زنار (غیر مسلموں کا علامتی نشان جو عیسائی' یہودی' مجوسی کمر میں اور ہندو گلے میں دھاگے کی صورت میں ڈالتے ہیں) نظر آیا' جس سے اس شخص کا بے دین ہونا ظاہر ہے جو علماء اس کی تردید میں اب متردد ہیں' کچھ عرصہ بعد وہ بھی اسے خارج از اسلام قرار دیں گے۔'' (ایضاً ص:۳۸۰)

شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کی یہ پیش گوئی حرف بحرف ثابت ہوئی' نہ صرف وہ علماء جو فتویٰ کفر دینے میں متردد تھے' بلکہ مرزا قادیانی کی تائید و نصرت کرنے والے مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم جیسے علماء بھی اس کے خلاف فتویٰ کفر پر متفق ہوئے اور علمائے امت نے مرزا قادیانی کے خلاف متفقہ فتویٰ کفر شائع کیا۔

حضرت گنگوہیؒ کا مطبوعہ فتویٰ کفر

جب خان احمد رضا خان صاحب بریلوی نے (حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ' حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ' حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ وغیرہ) اکابر علماء دیوبند کی بعض عبارات میں قطع برید کر کے اور ان کو خانہ ساز مفہوم کا جامہ پہنا کر علماء حرمین شریفین سے ان کے خلاف کفر کا فتویٰ حاصل کر لیا' تو شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور

اللہ مرقدہ نے علماءِ حرمین شریفین کو خان صاحب بریلوی کے مکروفریب اور دجل وتلبیس سے آگاہ کیا اور ان کے سامنے اسلاف دیوبند کے عقائد ونظریات کی اصل وحقیقی تصویر رکھی، اس پر علماءِ حرمین شریفین نے اپنی تسلی کے لئے ۲۶ سوالات مرتب کرکے علماءِ دیوبند کے پاس ارسال کئے، فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے علماءِ دیوبند کے نمائندہ کی حیثیت سے ان کے جوابات تحریر کئے جو ''المہند علی المفند'' کے نام سے عربی میں طبع ہوئے اور پھر حضرت سہارنپوریؒ نے ہی ان کا اردو ترجمہ کیا اور آج کل وہ عربی متن اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہورہے ہیں، اس وقت کے جید اکابر علماء دیوبند حضرت شیخ الہند، حضرت تھانویؒ، حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ وغیرہ نے ان کی تائید وتصدیق فرمائی، اس اعتبار سے وہ جماعت دیوبند کی ایک اجماعی دستاویز ہے، علماءِ حرمین شریفین نے جو سوالات ارسال کئے ان میں ایک سوال مرزا قادیانی سے متعلق بھی تھا، اس کے جواب میں حضرت مولانا سہارنپوریؒ فرماتے ہیں کہ:

''ہم اور ہمارے مشائخ سب کا مدعیٔ نبوت ومسیحیت مرزا قادیانی کے بارہ میں یہ قول ہے کہ شروع شروع میں جب تک اس کی بدعقیدگی ہم پر ظاہر نہ ہوئی، بلکہ یہ خبر پہنچی کہ وہ اسلام کی تائید کرتا ہے، اور تمام مذاہب کو بدلائل باطل کرتا ہے تو جیسا کہ مسلمان کو مسلمان سے زیبا ہے، ہم اس کے ساتھ حسن ظن رکھتے اور اس کے بعض ناشائستہ اقوال کو تاویل کرکے محمل حسن پر حمل کرتے رہے اور اس کے بعد جب اس نے نبوت ومسیحیت کا دعویٰ کیا، اور عیسیٰ مسیح کے آسمان پر اُٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس پر کافر ہونے کا فتویٰ دیا، قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت گنگوہیؒ کا فتویٰ تو طبع ہوکر شائع بھی ہوچکا ہے اور بکثرت لوگوں کے پاس موجود ہے، یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں''۔

(المہند علی المفند ص:۷۲،۷۱)

اس سے واضح ہے کہ حضرت گنگوہیؒ کا مرزا قادیانی کے خلاف فتویٰ کفر باقاعدہ طور پر شائع ہوچکا ہے، ہمیں تو تلاشِ بسیار کے باوجود وہ دستیاب نہیں ہوسکا، ممکن ہے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ریکارڈ میں وہ موجود ہو اور ''احتسابِ قادیانیت'' کی کسی جلد میں شائع ہوجائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت

مولانا مفتی سعید احمد جلال پوری مدظلہ کے مرتب ”فتاویٰ ختم نبوت“ کی کسی جلد میں شائع ہوچکا ہو کیونکہ ہمیں اس کی تیسری جلد کے علاوہ کسی جلد کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا بہر حال اس فتویٰ کا جاری و شائع ہونا ایک مسلم حقیقت ہے۔

حضرت گنگوہیؒ کے مکاتیب ”مفاوضات رشیدیہ“

حضرت مولانا سید محمد اشرف علی سلطان پوری کا شمار شیخ المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری نور اللہ مرقدہ کے ارشد تلامذہ میں ہوتا ہے اور طریقت میں وہ حضرت گنگوہیؒ کے جلیل القدر خلفاء میں سے ہیں، اپنے شیخ و مرشد حضرت گنگوہیؒ سے اپنی فکری و باطنی اصلاح کے لئے انہوں نے مختلف عنوانات پر جو خط و کتابت کی اسے انہوں نے اپنے پاس محفوظ رکھا، اگست ۱۹۳۸ء میں ان کے صاحبزادہ حکیم سید نور الحسن منظور سلطان پوری مرحوم نے اپنے والد بزرگوار کے نام حضرت گنگوہیؒ کے وہ مکاتیب ”مفاوضات رشیدیہ“ کے نام سے شائع کردیئے۔ یہ رسالہ استاذ المکرم حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ صاحب گورمانی زید مجدہم کے کتب خانہ میں موجود ہے اور انہوں نے انتہائی شفقت فرماتے ہوئے ہمیں وہ پورا رسالہ فوٹو کاپی کراکے عنایت فرمایا۔ خدا تعالیٰ ان کا سایہ صحت و سلامتی کے ساتھ تا دیر ہمارے سروں پر قائم رکھے، اور ہمیں ان کے علوم و فیوض کی برکات سے ہمیشہ مستفید ہونے کی توفیق بخشے آمین۔

حضرت گنگوہیؒ کے ان مکاتیب میں سے بعض مرزا قادیانی سے بھی متعلق ہیں، ان مکاتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ جوں جوں مرزا قادیانی کی ماموریت، مجددیت اور مہدویت کے دعاوی سے نبوت و رسالت کی طرف پیش رفت جاری رہی توں توں حضرت گنگوہیؒ کے اس کے بارہ میں تاثرات و فتاویٰ میں بھی تبدیلی و شدت آتی چلی گئی جو بالآخر فتویٰ کفر تک پہنچی۔ آیئے ان مکاتیب کے مطالعہ اور حوالہ سے حضرت گنگوہی کا نقطۂ نظر سمجھنے کی کوشش کریں۔

پہلا مکتوب: قادیانی کا عقیدہ ناحق ہے، لیکن تکفیر مناسب نہیں

مولانا محمد اشرف علی سلطان پوریؒ نے مرزا قادیانی کے اس وقت کے مطبوعہ بعض افکار و دعاوی کے شرعی حکم کے بارہ میں حضرت گنگوہیؒ سے ان کا موقف دریافت فرمایا، تو حضرت گنگوہیؒ نے درج

ذیل جواب تحریر فرمایا:

”مولوی اشرف علی بعد سلام مسنون مطالعہ فرمائیں۔ عقیدہ جمہور خلف وسلف علمائے معتبرین کا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر سے نزول فرمائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے جو ایک شخص خاص زندہ مدعی الوہیت کا خروج کرے گا اور اس باب میں جس قدر احادیث صحاح ہیں کہ خروج دجال ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اثبات ان احادیث سے ہوتا ہے وہ سب اپنے حقیقی معانی اور ظاہر پر ہیں نہ اس بات میں تاویل ہے نہ معنی مجاز واستعارہ کے اشارہ غیر مفہوم غیر متبادر معنی کی طرف ہے پس صاحب فتح الاسلام مرزا غلام احمد نے جو اس کے خلاف تحقیق کیا ہے کہ احادیث کے ظاہر معنی مراد نہیں اور استعارات ہونا اس کا ثابت کیا ہے اور نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اور خروج دجال موعود معین کا انکار کیا ہے اور اس کو اپنا عقیدہ اور حق الامر قرار دیا ہے یہ تحقیق ان کی اور یہ عقیدہ ان کا اور یہ مراد لینا ان کا ان اخبار سے خطا فاش اور انحراف جادۂ صواب ہے اس میں چند وجوہ ہیں:

اولاً: باتفاق تمام اہل لغت وعلمائے دین کے نصوص کو معانی حقیقی پر حمل کرنا واجب ہے جب تک کہ قرینہ صارفہ متحقق نہ ہو۔

ثانیاً: عقائد کے باب میں ایسے استعارات واشارات سے ارشاد کرنا شارع علیہ السلام کا اس عقیدہ کو کہ سوائے ایک دو مُلہَم محدث طبقہ تیرہویں صدی کے کوئی اس کی مراد کو نہ پہنچے منصب نبوت کے خلاف ہے کیونکہ ایسے احکام کو واضح طور پر بیان کرنا ضروری ہوتا ہے نہ کہ بطور معما کے۔

ثالثاً: اس تحقیق سے تمام علمائے سلف وخلف کو نہ فہم کرنے والے مراد ان احادیث کے قرار دینا کہ کوئی بھی آج تک ان احادیث کے مقصد کو نہ سمجھا یہ سخت آفت ہے۔

رابعاً: تمام امت کو عقیدہ ناحق وناصواب پر معتقد قرار دینا کہ وہ سب مقبول ایسے امر پر مدت العمر متفق ومدعی رہے یہ بھی نہایت نازیبا ہے۔

خامساً: حدیث لا تجتمع امتی علی الضلالة کو رد کر دینا ہے کہ ہر طبقہ کے علماء اس عقیدہ ناصواب کے سبب مجتمع علی الضلالۃ ہو جاتے ہیں لہٰذا واضح رہے کہ یہ عقیدہ محدث مخترعہ ناصواب وناحق ہے..... مگر مع ہذا اس صاحب عقیدہ کی تکفیر مناسب نہیں اور انتظار جلد ثالث کا کرنا چاہئے کہ وہ خود

[illegible]

کے تقاضے سے اپنی رائے سے آپ کو مطلع کرتا ہوں اور تخالف اس عقیدہ سے ظاہر کرتا ہوں فقط
والسلام۔ مرزا صاحب سے ملنے میں مضائقہ نہیں‘‘۔

تبصرہ

حضرت گنگوہیؒ کے مذکورہ بالا مکتوب پر تاریخ درج نہیں، لیکن اس سے پچھلے مکتوب (محررہ ۱۰ جمادی الاولی ۱۳۰۸ھ) اور اس کے بعد والے مکتوب (محررہ ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۰۸ھ) سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکتوب ان دونوں مکاتیب کے درمیانی عرصہ کا ہے اور یہ وہ دور ہے جب مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے ’’فتح الاسلام اور توضیح مرام‘‘ دونوں کتب شائع ہوچکی تھیں، یہ دونوں کتب ۱۸۹۰ء کے آخر میں تحریر کی گئیں اور ۱۸۹۱ء کے آغاز میں شائع ہوئیں، ان دونوں کتب میں عقیدہ حیات ونزول مسیح علیہ السلام سے انکار کیا گیا تھا اور انہی کے تیسرے حصہ ’’ازالہ اوہام‘‘ کا اعلان کیا گیا تھا کہ وہ عنقریب طبع ہوگی اور حضرت گنگوہیؒ اسی کی اشاعت کا انتظار کررہے تھے تاکہ اس کے بعد اپنی نائل وحتمی رائے کا اظہار کیا جائے۔ یہ ازالہ اوہام ۱۸۹۱ء کے آخر میں طبع ہوئی لیکن اس کی اشاعت سے قبل مولانا اشرف علی سلطان پوریؒ نے جب ان دونوں مطبوعہ کتب ’’فتح اسلام اور توضیح مرام‘‘ میں حیات مسیح وغیرہ اجماعی مسائل سے انکار کیا گیا تھا، اس لیے حضرت گنگوہیؒ نے مرزا قادیانی کے ان نظریات فاسدہ کو من گھڑت، خود تراشیدہ، بے بنیاد اور ناحق قرار دیا، البتہ فتویٰ کفر جاری کرنے سے ازراہِ احتیاط گریز کیا۔ مرزا قادیانی کے اس باطل خود عقیدہ کو بے بنیاد اور ناحق ثابت کرنے کے لیے حضرت گنگوہیؒ نے درج ذیل پانچ بنیادیں قائم کیں۔ ملاحظہ فرمایئے!:

اولاً: یہ کہ علماء دین اور ائمہ لغت کے ہاں یہ اصول متفق علیہ ہے کہ منصوص ومعروف مسائل اور ظاہر کلام کے اندر الفاظ کو حقیقی وظاہری معانی پر محمول کرنا ضروری وواجب ہے جب تک کہ کسی قطعی ویقینی دلیل خارجی کے ساتھ کوئی دوسرا (اصطلاحی، عرفی وغیرہ) معنی ثابت ومتعین نہ ہوجائے، چونکہ نزول مسیح اور خروج دجال وغیرہ احادیث صحیحہ میں موجود الفاظ کے کسی قطعی ویقینی دلیل خارجی کے ساتھ وہ معانی ثابت نہیں ہوتے، اس لیے ان کو حقیقی وظاہری معانی پر ہی محمول کیا جائے گا اور مرزا صاحب کے اشارات واستعارات پر مبنی معانی باطل ومردود قرار پائیں گے۔

ثانیاً: یہ کہ شرعی وفطری طور پر صاحب شریعت (آنحضرت ﷺ) پر یہ لازم وضروری ہے کہ وہ عقائد واحکامات اور دیگر اسلامی تعلیمات کے اندر ایسے الفاظ استعمال کرے جو عام فہم ہوں اور امت آسانی سے ان کے مفہوم ومقصد تک رسائی حاصل کرسکے تاکہ شارع علیہ السلام کی طرف سے تقاضا ...

احکامات کی تعلیمات شرعیہ میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جن کا معنی و مفہوم امت کا کثیر طبقہ نہ سمجھ سکے صرف گنتی کے چند افراد ہی اس کے مفہوم و مقصود تک رسائی حاصل کرسکیں منصب نبوت و رسالت کے سراسر خلاف ہے، کیونکہ پیغمبر کا مقصد مسائل کو کھول کر بیان کرنا ہوتا ہے نہ کہ مسائل کو معما بنا کر۔

ثالثاً: یہ کہ اگر مرزا صاحب کے مفہوم وموقف کو بالفرض درست تسلیم کرلیا جائے تو اس سے العیاذ باللہ تعالیٰ! یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ مرزا صاحب سے پہلے کے تیرہ سو سال ائمہ سلف وخلف ان احادیث کے حقیقی مفہوم و مقصود سے محروم رہے اور یہ احادیث ان کے نزدیک فقط ایک معمار ہیں اور یہ امت مسلمہ کے لئے ایک بہت بڑی آفت ہے۔ یعنی امت کے لئے یہ آزمائش ہے کہ تیرہ سو سال اکابر اگر ان احادیث کے مفہوم ومقصود تک رسائی حاصل کرنے سے محروم رہے تو باقی دینی تعلیمات کے بارہ میں ان پر کس حد تک اطمینان کیا جائے؟

رابعاً: یہ کہ اگر مرزا صاحب کا پیش کردہ معنی و مفہوم بالفرض صحیح اور حق تسلیم کرلیا جائے تو اس سے امت کے تیرہ سو سالہ اکابر واصاغر کے قبول کردہ معنی و مفہوم کا باطل ہونا لازم آتا ہے، گویا وہ اکابر مدت العمر تک صرف مکھی پر مکھی مارتے رہے اور اسی باطل و ناحق عقیدہ کی اشاعت کرتے رہے، العیاذ باللہ تعالیٰ! گویا اس اعتبار سے ان کا ایک معنی و مفہوم پر اتفاق بھی باطل اور اس کی دعوت بھی باطل اور یہ ایک انتہائی غلط اور نازیبا حرکت ہے۔

خامساً: یہ کہ مرزا قادیانی کا یہ تصور جدید آنحضرت ﷺ کے فرمان: ”ان اللہ لایجمع امتی علی الضلالة“ کے بھی خلاف ہے، کیونکہ اس فرمان نبوی کی روشنی میں تو ایک دور کے اہل حق کا کسی باطل وگمراہ کن نظریہ پر جمع ہونا ممکن نہیں، چہ جائیکہ تیرہ سو سال کے مختلف ادوار کے اہل حق سارے کے سارے کسی گمراہی پر جمع ہو جائیں، لہذا مرزا قادیانی کا یہ تصور ونظریہ سراسر باطل و بے بنیاد ہے۔

قطب الارشاد حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہ کی بیان کردہ مذکورہ پانچ بنیادیں فہم قرآن وحدیث کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہیں، ان بنیادوں کو اگر اچھی طرح ذہن نشین کرلیا جائے تو قرآن وسنت کے فہم میں انسان کبھی ٹھوکر نہیں کھا سکتا، ماضی وحال کے جس فتنہ نے بھی فکری ونظریاتی ٹھوکر کھائی ہے وہ صرف مذکورہ بنیادوں سے انحراف کی بنیاد پر کھائی ہے اور یہ خرابی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان انانیت وخود پسندی کا شکار ہو جائے اور اپنے بڑوں پر اعتماد باقی نہ رہے، علم وعقل میں خود کو ان سے بڑھ کر یا ان کے برابر سمجھنے لگے۔

☆☆..........☆☆

تحفظ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داریاں

مفتی ناصر الدین مظاہری
مدیر ماہنامہ آئینہ مظاہر علوم سہارنپور

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی منبع ہدایت اور سرچشمہ سعادت ہے، سسکتی انسانیت اور دم توڑتی شرافت کیلئے ایک تریاق ہے، ضلالت وذلالت کے مسموم حالات میں آپ کی بعثت خداوند قدوس کا بیکراں انعام ہے لیکن اسلام اور انسان کے ازلی وابدی دشمن ملعون شیطان کو یہ کب گوارا ہوسکتا ہے کہ اسلام کی ابدی صداقتوں اور لافانی حقیقتوں پر صالح انسانیت کی تعمیر ہو، بدی کے شیدائی، ابلیسی قوتیں اور طاغوتی نظام روز اول سے انسان اور اس کے خدائی مذہب سے متصادم رہا ہے، صالح فکر اور صالح افراد ہمیشہ شیطانی قوتوں کی نظروں میں خار مغیلاں بن کر کھٹکتے ہیں اور موقع کی تاک میں رہتے ہیں کہ کب اسلام کے سفینہ کو ڈبویا اور کب ان کے دینی جذبہ کو فنا کیا جاسکے۔

اللہ تعالیٰ نے نیکوکاروں اور بدکاروں کے دو الگ الگ محاذ قائم کردیے ہیں، نیکی پر بدی کی حکمرانی کبھی نہیں ہوسکتی، نیکوکار لوگ ہی کامیاب رہیں گے لیکن اپنے غلط اعمال کی پاداش اور اسلام مخالف تحریکات کے باعث وقتی آزمائشیں اور امتحانات بھی ناگزیر ہیں، سعادت مندیوں کے بیکراں سمندر میں شقاوت کا وجود ناممکن ہے، اسلام کے شفاف دامن پر کفر اور طاغوت کی چھینٹیں دیرپا نہیں ہوسکتیں، چاند پر تھوکنا اور سورج کو پتھر مارنا دانائی کے خلاف ہے، حق کا گلا گھونٹ کر باطل کو تخت طاؤس سپرد کردینا صالح طبیعتوں کے خلاف ہے اور صالح وسعید لوگ کفر کے مکر اور طاغوت کے فریب میں آجائیں ناممکن ہے، سعادت اور شقاوت تو ہر انسان کی تقدیر سے جڑی ہوئی ہیں، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی صفائی کے ساتھ فرمایا ہے کہ السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی بطن امہ

اس واضح ارشاد اور لافانی صداقت کے بعد اسلام کے خلاف کفر کی جنگ، مسلمانوں کے خلاف اسلام دشمن تحریکات کا زور اور قوانین اسلام کے خلاف مغربی میڈیا کا شور باعث فکر تو ہو سکتا ہے لیکن اسلام کے تعلق سے کسی مایوسی کا شکار نہیں ہوا جا سکتا۔ اسلام میں کثرت سے زیادہ وحدت پر زور دیا گیا ہے، تکثیر اور ہجوم کسی مسئلہ کا حل نہ پہلے تھا اور نہ آج ہے، لیکن وحدت، اتفاق، اتحاد، منشور، صالح جذبہ، نیک عزائم، مستحکم ارادے، شاہین صفت استقامت اور فولادی ذہنیت (جو ایک زندہ مذہب کا خاصہ ہیں) کی ہر دور میں اہمیت رہی ہے۔

اسلام کی شاندار تعلیمات پر چاہے جتنے اعتراضات کئے جائیں شریعت محمدی کا کتنا ہی تمسخر اڑایا جائے، قرآن کی تحریف کے کتنے ہی منصوبے بنائے جائیں، انبیاء سابقین کی شان میں کتنی ہی گستاخیاں کی جائیں، صالحین اور داعیان اسلام کے دامن شرافت پر الزامات اور اتہامات کے کتنے ہی داغ لگائے جائیں اسلام پر کوئی حرف اور شریعت پر کوئی آنچ نہیں آ سکتی کیونکہ یہ تو اسلام کی فطرت اور اس کی سرشت میں شامل ہے کہ اس کو دبانے، مٹانے اور برباد کرنے کے جتنے جتن کئے جائیں گے اتنا ہی اس میں ابھار پیدا ہوگا کفر کی بمباری کے بعد جب بھی بادل چھٹے، آب و ہوا نے رخ بدلا تو اسلام کا سورج اپنی تمام تر حشر سامانیوں اور نظروں کو خیرہ کر دینے والی شعاعوں کے ساتھ طلوع ہو کر ''اتنا ہی ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے'' کا پیغام دیتا ہوا یہ چیلنج بھی دے گیا کہ

''آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا''

فکر رسا اور چشم بینا افراد پر یہ حقیقت واضح ہو گی کہ خیر القرون سے ہی اسلام کے خلاف باطل تحریکات اٹھتی، ابھرتی اور مٹتی رہی ہیں، چنانچہ خلیفۂ اول حضرت صدیق اکبرؓ کے دور مسعود سے آج تک ہزاروں اسلام دشمن سازشیں اٹھیں اور برباد ہو گئیں، کتنے ہی مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ اسدی، سجاح بنت حارث، مغیرہ بن سعید، بیان بن سمعان، صالح بن طریف برغواطی، اسحاق اخرس، استاذ سیس خراسانی، علی بن محمد خارجی، مختار بن عبید ثقفی، حمدان بن اشعث قرمطی، علی بن فضل

یمنی، عبدالعزیز باسندی، ابوطیب احمد بن حسین، عبدالحق مرسی، بایزید روشن جالندھری، میر محمد حسین مشہدی، زکرویہ بن مہرویہ، یحییٰ بن زکرویہ، ابوعلی منصور، نوید کامرانی، اصغر بن ابوالحسین، رشیدالدین ابوالحشر، محمد بن عبداللہ تومرت، ابن ابی زکریا، محمود واحد گیلانی، عبدالحق بن سبعین، عبداللہ راقی اور عبدالعزیز طرابلسی جیسے ملعون، کذاب، مفتری اور مدعیان نبوت پیدا ہوئے اور زمین کا حصہ بن گئے، حسن بن صباح اور تاتاری فتنے آئے اور پھر خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے، عیسائی اور یہودی لابیوں نے خرمن اسلام کو ہزاروں بار جلا کر خاکستر کرنے کی کوششیں کیں اور خود ہی بھسم ہو گئے۔

ان واضح سچائیوں کے بعد اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ ”وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین“ کو دل و دماغ میں راسخ کرکے غور و فکر کی ضرورت ہے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں، کہاں کہاں ٹھوکریں لگی ہیں، ہمارا ساحل اور ہماری منزل کہاں ہے اور سفینہ جس پر ہم سوار ہیں کس سمت رواں دواں ہے۔

”ختم نبوت“ کا موضوع اسلام کے کلیدی اور بنیادی عقائد میں سے ہے، ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر کامل یقین رکھے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ صحیفۂ ہدایت قرآن کریم کو خاتم الکتاب، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کو خاتم المساجد اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو خاتم الامم جانے مانے اور زبان و دل سے اس کا اقرار کرے۔

ختم نبوت کا منکر باتفاق امت کافر ہے، دنیا میں جن بددماغوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کے بعد اپنے نبی و رسول یا مہدی و مسیح موعود ہونے کے دعاوی کئے وہ سب شیطانی تحریک کے تانے بانے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال تو اس قصر کی سی ہے جس کو بڑی عمدگی کے ساتھ آراستہ پیراستہ بنایا گیا لیکن اس کے اندر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی، لوگ اس خوبصورت محل کو دیکھ کر کاریگروں کی کاریگری کی تعریف کرتے ہیں اور یہی کہتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگا دی گئی (تاکہ) مکان مکمل محسوس

ہوتا) قصرِ نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے مکمل ہوا، اور نبوت کے اس عالیشان قصر کی خشت آخر آپ کی ذات بابرکات قرار پائی۔ ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس یطوفون به ویعجبون له ویقولون هلا وضعت هذه اللبنة وانا خاتم النبیین۔ (بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی)

کنز العمال اور ابن ابی حاتم نے نیز مسند احمد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا ارشادگرامی میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں۔ فکنت انا سددت موضع اللبنة وختم بی النبیون وختم بی الرسل۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر احادیث شریفہ کا ایک بڑا دفتر کتب احادیث میں موجود ہے اسی طرح ام الکتاب قرآن کریم کی سینکڑوں آیات بھی واضح الفاظ اور مفہوم کے ساتھ موجود ہیں اس لئے ایک ابدی سرمدی صداقت سے انحراف یا چشم پوشی اور تاویلات وتلبیسات صرف قصور فہم کا نتیجہ ہیں۔

یوں تو منکرین ختم نبوت کی ایک مستقل تاریخ ہے (اور جن کو صاحبان علم و دانش کو ہمہ وقت پیش نظر رکھنا چاہیے) لیکن انیسویں صدی کے ابتدائی حصہ میں قادیان سے ایک فتنہ پیدا ہوا جس کو "فتنہ قادیانیت" کہا جاسکتا ہے، اس فتنہ کی حقیقت اور بانی فتنہ کے اصلی حالات وکیفیات کا مطالعہ تو آپ اندرونی صفحات میں کریں گے لیکن ان معروضات میں قادیانیوں کی بعض ذیلی شاخوں کا ضمناً ذکر ناگزیر ہے در اصل کسی بھی تحریک کے پس پشت اگر ذاتی ومادی منفعت کارفرما ہوگی تو وہ تحریک بٹتی بٹتی اور سمٹتی چلی جاتی ہے چنانچہ انگریزوں کی خوشامد، تملق، چاپلوسی، اقتدار کی ہوس، سنہرے سکوں کی چمک اور دولت وثروت کے لالچ میں پیدا ہونے والی یہ جماعت اندرونی خلفشار اور انتشار کا شکار ہوکر کئی حصوں میں تقسیم ہوگئی، "لڑاؤ اور حکومت کرو" کا فارمولہ وضع کرنے والی استعماری قوتیں چاہتی بھی یہی ہیں چنانچہ ظہیر الدین اروپی نے مرزا غلام احمد قادیانی کو صاحب شریعت تشریعی نبی ورسول مان کر الگ جماعت بنالی تو مرزا محمود نے باصطلاح خود غیر تشریعی نبی ہونے کا نعرہ مستانہ لگا کر اپنا ڈیڑھ اینٹ کا محل الگ قائم کرلیا پھر محمد علی لاہوری مسیح موعود اور مہدی موعود کا لیبل لگا کر جدا ہوگیا مقصد اور قدر مشترک سب کا یہی ہے کہ

مسلمانوں کو اپنے جال میں پھانسا جائے، اسلام کو بدنام کیا جائے اور دوسروں کو الو بنا کر اپنا الو سیدھا کیا جائے۔

قادیانیت کی صحیح اور سچی تصویر کو سمجھنے کے لئے قادیانی لٹریچر اور قادیانیوں کے تعلقات ومراسم سے بھی واقفیت ضروری ہے، قادیانیوں کا اصل منشا صرف یہ ہے کہ مادی دولت کے حصول کے لئے اسلام کو "بلی کا بکرا بنا دیا جائے" چنانچہ صیہونیت کی تعلیم اور صیہونی مقاصد میں تعاون جس قدر قادیانیوں سے ملا ہے وہ ڈھکی چھپی بات نہیں ہے، دینی فہم رکھنے والوں پر بھی یہ بات مخفی نہیں ہے کہ قادیانیت دراصل صیہونیت کا چربہ ہے، پروفیسر خالد شبیر صاحب نے تحریک ختم نبوت کے ترجمان "نقیب ختم نبوت" میں تحریر فرمایا ہے کہ

"اسلامی عقائد میں تحریف اور عیسائیت کی تکذیب کے ساتھ قادیانیوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے یہودی مذہبی نظریات کا احیاء کیا ہے، قادیانیوں نے یہودیوں کو خوش رکھنے کے لئے جہاں مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے وہیں پر انہوں نے یہودیوں کی خوشنودی کی خاطر اور صیہونیوں کا قرب حاصل کرنے کیلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وہ تمام الزامات عاید کئے جو یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر روز اول سے لگاتے چلے آئے ہیں، قادیانیوں نے اس سلسلہ میں حضرت مریم علیہا السلام کو بھی معاف نہیں کیا جن کے تقدس اور احترام کی گواہی قرآن کریم سے بھی ملتی ہے، مرزا قادیانی نے یہودیوں کی تقلید کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرتبے کو کم کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور اپنی شان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھانے کے لئے زمین وآسمان کے قلابے ملا دئے، ان تمام جسارتوں کا مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ صیہونیت کا قرب حاصل ہو، ان کا اعتماد حاصل کرکے ان کی مالی معاونت سے قادیانیت کے فروغ کی راہیں تلاش کی جائیں اور بلاد اسلامیہ میں یہودیوں کی سازشوں کو کامیاب بنانے کے لئے کام کیا جائے۔

علامہ اقبال سمیت عرب دنیا کے اسلامی اسکالروں کا بھی یہی خیال ہے چنانچہ عباس محمود العقاد، شیخ ابو زہرہ، شیخ محب الدین الخطیب، شیخ محمد المدنی جیسے بالغ نظر علماء یہی کہتے ہیں کہ قادیانیت

••

اور صیہونیت ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں، یہ تحریک استعماریت کی ایک شاخ ہے“ (نقیب ختم نبوت)
یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اسلام کو جتنا نقصان مسلمانوں سے پہنچا ہے اتنا شاید کسی قوم سے نہیں پہنچا، شیطان ملعون نے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کو مختلف تاویلات وتلبیسات کے ذریعہ راہ مستقیم سے بہکانے میں پوری طاقت جھونک دی کیونکہ شیطان نے خدا تعالیٰ سے بنی نوع انسان کو بہکانے اور راہ راست سے ہٹانے کی اجازت لے لی تھی اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تھا ”قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون“ اور شیطان لعین کی اس درخواست پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا ”فانک من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم“ شیطان نے پھر اپنے عزائم اور ارادوں کو ظاہر کرتے ہوئے عرض کیا ”قال فبعزتک لاغوینہم اجمعین، الا عبادک منہم المخلصین“ پھر اللہ تعالیٰ نے شیطان اور اس کی ذریت کو دھمکی آمیز لہجے میں فرمایا تھا ”قال فالحق والحق اقول. لأملئن جہنم منک وممن تبعک منہم اجمعین“ (پ۲۳،ص)
مذکورہ قرآنی شہادت کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ شیطان تا قیامت اللہ کے نیک بندوں کو بہکاتا، پھسلاتا اور راہ خدا سے درماندہ کرنے کی کوشش کرتا رہے گا اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندے شیطانی مشن سے محفوظ و مامون رہیں گے اور جو لوگ شیطانی تحریک کا حصہ بن جائیں گے تو ان ہی لوگوں سے جہنم کو بھر دیا جائے گا۔

موجودہ دور کی اسلام دشمن تحریکات، کفار و یہود کی نت نئی سازشیں، ہنود کی اسلام دشمن سرگرمیاں، عیسائی تخریب کاریاں، اپنوں کی دل آزاریاں، باطل منصوبہ بندیاں، مسلمانوں کو اسلام سے بدظن وبرگشتہ کرنے کی حکمت عملی، محض دولت کے حصول، اقتدار کے لالچ، جاہ کے عفریت، شہرت کے فریب اور انا کی وقتی تسکین کیلئے غیرت وحمیت کے جنازے نکالنے کا ایک نہ ختم ہونے والا تسلسل وجود میں آچکا ہے، ذرا ذرا سی بات پر اپنی جماعتیں اور جمعیتیں بنانے کا زور برساتی مینڈکوں کے شور کی طرح بڑھ رہا ہے۔ اسلام کے نام پر اسلام کو ختم کرنے کی لاتعداد جمعیتیں اور تحریکات وجود میں

آچکی ہیں، کچھ لوگ فروعات کو لے کر میدان میں کود پڑے ہیں، کچھ نے مسائل کے بازار میں فضائل کی دوکانیں چکانی شروع کردی ہیں، وہ اقوام جو ایک دوسرے کی ازلی دشمن تھیں (اور اندرخانہ اب بھی ہیں) لیکن اسلام اور مسلمانوں کو زیر کرنے کیلئے ایک ہوچکی ہیں، عیسائی بھی یہودیوں کے خیر خواہ نہیں ہوسکتے، یہودی ہمیشہ عیسائیوں کے بدخواہ رہیں گے یہ قرآنی شہادتیں ہیں لیکن آج یہ دونوں اقوام مل کر پرانی رنجشیں پس پشت ڈال کر متحد ہوکر اسلام کے خلاف صف آرا ہیں اور پس پردہ یہ منصوبے بھی بنا رہی ہیں کہ اسلام کے قلعے میں عقب سے نقب لگانے کے لئے گھر کے بھیدی اور مکان کے مکین سود مند ثابت ہوں گے اس لئے مسلمانوں ہی کے طبقے سے بعض بے ضمیر افراد اغیار کی سازشوں کا شکار ہوکر اسلام کو نقصان پہنچاتے رہے ہیں، شاہ فیصل مرحوم کے قاتل جمال و کمال کے فرسودہ و شولیدہ افکار، جنرل ضیاء کی موت، شمالی اتحاد کے سیاہ کارنامے، کردوں کے باغیانہ تیور، الفتح کے جانبازوں کی دردگیاں، جعفر و صادق کی ضمیر فروشیاں، مشرقی پاکستان کی مغربی پاکستان سے کشیدگیاں و مختلف اسلامی ممالک کے حکمرانوں کی عیش پرستیاں روشن دل اور روشن فکر رکھنے والوں پر مخفی نہیں ہیں اور آج اسلام کو حقیقی معنوں میں اپنوں ہی کی بے توجہی و غفلت سے نقصان پہنچ رہا ہے۔

برصغیر میں باطل تحریکات کا زیادہ ہی زور ہے، وجہ یہ ہے کہ اسلام کی اصلی تصویر اور سچی شبیہ اگر کسی جگہ مل سکتی ہے تو وہ برصغیر ہے، باطل ادیان و مذاہب نہیں چاہتے کہ اسلام اپنے صحیح خد و خال کے ساتھ ابھر سکے، اسی لئے ڈالر و یورو اور سنہرے سکوں کے لالچ دے کر مسلمانوں کی صفوں میں دراڑ ڈالنے کی مذموم کوششیں یہاں پہلے کی طرح اب بھی نسبتاً جاری ہیں۔

ختم نبوت کا منکر کوئی بھی ہو اور کہیں بھی ہو کافر ہے، اس پر علماء امت کا اتفاق ہے لیکن محض یہ تصور کرلینا کہ ختم نبوت کے منکرین صرف قادیانی ہیں یہ غلط ہے، موجودہ دور میں قادیانیوں کے علاوہ بھی ایک ایسا طبقہ ہے جو منصوبہ بندی اور پوری رازداری کے ساتھ ختم نبوت کا منکر ہے چنانچہ کتاب "الحکومة الاسلامية" میں ہے۔

''ہمارے مذہب کی ضروریات میں داخل ہے کہ کوئی فرشتہ اور رسول ہمارے بارہ اماموں کی عظمت کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔''

(الحکومۃ الاسلامیہ ص:۴۰)

کتاب حکومت اسلامیہ میں ایک دوسری جگہ لکھا ہے کہ

''تمام انبیاء بشمول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں عدل و انصاف کے اصولوں کی تعلیم دینے اور مساوات قائم کرنے میں ناکام رہے۔'' (تعمیر حیات لکھنؤ ۱۰ر اگست ۱۹۸۰ء)

مذکورہ دونوں اقتباسات کے قائل شیعہ مذہب کے سرخیل خمینی صاحب ہیں اور ذیل میں انہیں کے پیروکار ملا باقر مجلسی کی ذہنیت ملاحظہ فرمائیں۔

''جب بارہواں امام ظاہر ہوگا تو سر سے پاؤں تک ننگا ہوگا اور دنیا اس کے ہاتھ پر بیعت کرے گی سب سے پہلے جو شخص اس کے ہاتھ پر بیعت کرے گا وہ محمد رسول اللہ ہوں گے (معاذ اللہ) (حق الیقین ص ۲/۳۴۷)

اسی طرح ایک اور شیعہ مصنف محمد بن مسعود عیاشی کے قلم سے یہ غلیظ عبارت نکلتی ہے۔

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر و باطن میں تضاد تھا'' (تفسیر عیاشی ۲/۱۰۱)

ایک اور کتاب ''حیات القلوب'' کی یہ عبارت بھی پڑھتے چلیں

''جس پیغمبر نے ولایت علیؓ کے اقرار میں توقف کیا اسے اللہ نے عذاب میں مبتلا کردیا'' (حیات القلوب مترجم اردو ۱/۵۶۸)

شیعی مصنفین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر کیچڑ اچھالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی چنانچہ صرف ایک پیراگراف اتمام حجت کیلئے نقل کرتا ہوں۔

''پیغمبر حضرت علیؓ کے در کے بھکاری ہیں''۔ (خلعت تبرائیہ ۱/۱۰۲)

یہ چند مثالیں تو اسلام کے نام پر مسلمانوں کو دھوکہ دینے والے ایک فرقہ کی ہیں لیکن اگر تحقیق کی جائے تو دیگر فرقوں میں بھی ختم نبوت کے منکرین اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر طعن و تشنیع

کرنے والے مل جائیں گے جنہوں نے اپنے چہروں پر اسلام کا ماسک اور اپنی پیشانیوں پر ''مسلمانی'' کا لیبل لگا رکھا ہوگا لیکن ان کے کردار وگفتار کی تضاد بیانیاں، ضمیر کی بے حسی، قلم کی بے بسی اور فکر ونظر کے جمود وتعطل سے صاحبان فکر ودانش حقائق کا ادراک کر سکتے ہیں، عیاریوں اور مکاریوں کے نقاب اٹھا کر سیاہ کاریوں کے چہرے دیکھ سکتے ہیں اور بآسانی نفاق وریا کی قلعی کھل سکتی ہے۔

اخیر میں حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی چند حکیمانہ گزارشات جو انہوں نے ارباب مدارس کو مخاطب بنا کر ارشاد فرمائی تھیں محض اس درد اور فکر کے ساتھ پیش کی جا رہی ہیں کہ کاش اہل مدارس حضرت تھانویؒ کی ان نصائح پر عمل کر کے اسلام کی حفاظت اور ترقی کا ذریعہ بن جائیں۔

حضرت تھانویؒ نے اپنی تحریرات اور تقریرات میں دینی مدارس کے ارباب اہتمام وانتظام کو بطور خاص واعظین اور مبلغین کے باقاعدہ نظم کا مشورہ دیا ہے، کیونکہ اسلام دشمن تحریکات کا چیلنج قبول کرنے کی طاقت، ان کے اعتراضات کا مدلل جواب اور کفر وطاغوت کے ہر وار کا مقابلہ بروقت دعوتی اور تبلیغی شعبہ جات ہی کر سکتے ہیں، چنانچہ مظاہر علوم سہارنپور کے ایک سالانہ جلسے میں دوران تقریر ارشاد فرمایا کہ:

(۱) ''میں نے اپنے تعلق کے بعض مدارس کو بار بار لکھا کہ جیسے آپ کے یہاں مدرسین کو تنخواہ ملتی ہے اور یہ تعلیم وتدریس گویا خاص تبلیغ ہے اسی طرح مدرسہ سے تبلیغ عام کا بھی انتظام ہونا چاہئے اور مدرسہ کی طرف سے تنخواہ دار مبلغ رکھے جائیں اور ان کو اطراف وجوانب میں بھیجا جائے اور ان کو تاکید بھی کی جائے کہ چندہ نہ مانگیں صرف احکام پہنچائیں''۔ (مظاہر الاقوال: ملحقہ دین ودنیا ص ۵۶۱)

انفاس عیسیٰ نامی کتاب میں حضرت تھانویؒ کا یہ ارشاد گرامی بھی ملاحظہ فرمائیں

(۲) ''میری رائے ہے کہ مدارس اسلامیہ جیسے دیوبند، سہارنپور کی طرف سے ہر جگہ مبلغ رہیں تمام ممالک کے ہر حصہ میں مستقل طور پر ان کا قیام ہو، باضابطہ نظم ہو اور دیگر ممالک میں مبلغ تیار کر کے بھیجے جائیں''۔ (انفاس عیسیٰ ص ۶۲۰/۲)

(۳) ''ہر اسلامی مدرسہ وانجمن کم از کم ایک واعظ بھی مقرر کرے اور یہ سمجھے کہ ضرورت تعلیم کے لئے

ایک مدرس کا اضافہ کیا، کیونکہ جس طرح مدرسہ کے معلمین طلبہ کے مدرسین ہیں اسی طرح واعظین عوام کے مدرسین ہیں اور اہل انجمن یہ سمجھیں کہ یہ تعلیم عوام کے لئے ان کی انجمن کی ایک شاخ ہے"

(تجدید تعلیم تبلیغ ص ۱۸۷)

(۴) "میں تمام اہل مدارس دینیہ کو رائے دیتا ہوں کہ ہر مدرسہ کی طرف سے کچھ مبلغ بھی ہونے چاہئیں، یہ سنت نبویہ ہے اور پڑھنا پڑھانا اسی مقصود کا مقدمہ ہے اصل مقصود تبلیغ ہی ہے"

(افاضات الیومیہ ص ۶/۳۸۹)

دینی مدارس میں طلبہ عزیز کی تعلیم وتربیت اس انداز پر ہونی چاہئے کہ وہ معترضین ومنکرین کو مطمئن کرسکیں، طلبہ کا ذہن ودماغ نمو کا طالب ہے، ان کے فکر کی بھٹی تشنگی محسوس کر رہی ہے اور اگر اس پہلو پر توجہ نہ دی گئی تو نتیجہ وہی ہوگا جو ان دریاؤں کا ہوتا ہے جس سے کھیتیاں سیراب نہیں کی جاتیں وہ دریا کسی جھیل یا سمندر میں جا گرتا ہے یا ریگستان میں جذب ہوکر رہ جاتا ہے، جن صلاحیتوں کو وقت پر استعمال میں نہیں لایا جاتا وہ صلاحیتیں اپنی سمتیں، فکر کے پیمانے، سوچ کے دریچے اور غور کی جہتیں بدل دیتی ہیں، جس طاقت کو بروقت قوم کی تعمیر وتشکیل کے لئے استعمال میں نہیں لایا جاتا اس کو وقت کی گردش، حالات کے مد وجزر اور موسم کے تغیرات تخریب کی طرف مائل کر دیتے ہیں اور جس مکان کو مکینوں سے خالی کر دیا جائے تو پرندے ان مکانوں میں اپنے گھونسلے بناتے ہیں اور شیاطین ان گھروں کو اپنا مستقر بنا لیتے ہیں۔

ضرورت ہے کہ اسلام کے بہترین دماغ کو بہترین تربیتی سانچے میں ڈھال کر قوم کی تعمیر وترقی کے لئے ناقابل تسخیر قلعہ تعمیر کیا جائے اور ایک فعال ومتحرک جماعت اور اس جماعت میں کام کرنے کی ایسی اسپیڈ Speed اور اسپرٹ Sprit پیدا کر دی جائے کہ زوردار آندھیاں اور خوفناک موجیں ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ پیدا کرسکیں۔

☆☆☆

انوارِ انوری

احوال و واقعات خاتم المحدثین حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ

قسط نمبر: 28

شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد انوری

قصیدہ معراجیہ

تبارک من اسری و علی بعبدہٖ | الی المسجد الاقصی الی الافق الا علی

بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو راتوں رات مسجد اقصیٰ تک اور افق اعلیٰ تک سیر کرائی اور بلند مقام تک لے گیا۔

وفی حدیث ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما عند احمد فلما اتی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم المسجد الاقصی قام یُصَلّی فاذا النبیُّون اجمعون یصلون معہ

فتح الباری «جلد نمبر ۷ مصری ص ۱۴۶»

الی سبع اطباق الی سدرۃ کذا | الی رفرفٍ ابھی الی نزلۃٍ اُخری

ساتوں آسمانوں تک اور سدرۃ المنتہیٰ تک | خوبصورت رفرف تک و نزلۃ اخریٰ تک ایسے ہی سیر کرائی

وَسوّیٰ لہ من حفلۃ ملکیّۃ | لیشھد من ایات نعمۃ الکبری

اور فرشتوں کی ایک جماعت آپ کے ساتھ تھی | تا کہ آپ مشاہدہ کریں باری تعالیٰ کی نعمۃ الکبریٰ کی آیات کا

فی حدیث ابی سعید عند البیھقی فی ذکر الانبیاء الی باب من ابواب السماء الدنیا یقال لہ باب الحفظۃ وعلیہ ملکٌ یقال لہ اسمٰعیل تحت یدہ اثنا عشر الف ملک۔

«زرقانی جلد نمبر ۶ شرح مواہب الدنیہ مصری ص ۵»

و فی حدیث جعفر بن محمد عند البیھقی ایضًا یسکن الھواء لم یصعد

الی السماء قط و لم یہبط الی الارض قط الا یوم مات النبی صلی اللہ علیہ وسلم و فی حدیث ابی سعید عند البیھقی فی الدلائل و بین یدیہ سبعون الف ملک مع کل ملک جندہ مأت الف ﴿فتح الباری جلد نمبر ۷ ص ۱۴۵﴾

و فی روایۃ لابی سعید فی شرف المصطفیٰ انہ اتی بالمعراج من جنۃ الفردوس وانہ منضد باللؤلؤ وعن یمینہ ملئکۃ وعن یسارہ ملائکۃ۔

براق یساوی خطوہ مد طرفہ	اُتیح لہ و اختیر فی ذلک المسری
ایسا براق کہ اس کا قدم برابر تھا جہاں پر اس کی نظر جاتی	آپ کیلئے مقرر کیا گیا اور اس سیر گاہ میں پسند کیا گیا
وابدی لہ طیّ الزمان فعاقہ	رویدا عن الاحوال حتاہ ما اجری
اور زمانے کا چکر آپ کے لئے ظاہر ہوا پس اس کی رفتار کو روک دیا	تھوڑی دیر کے لئے (اپنے چکر سے) حتٰی کہ وہ زمانہ چلا
وکانت لجبریل الامین سفارۃ	الی قاب قوسین استوی ثم ما اقصیٰ
اور حضرت جبریل علیہ السلام سفیر تھے	قاب قوسین تک (ٹھہر گئے) پھر انتہٰی تک نہیں گئے

ثم علا بہ فوق ذلک بما لا یعلمہ الا اللّٰہ حتیٰ جاء سدرۃ المنتہیٰ ودنا الجبّار ربّ العزۃ فتدلّی حتی کان منہ قاب قوسین او ادنی فاوحیٰ اللّٰہ الیہ فیما یوحی اللّٰہ خمسین اے صلوۃ علی امتک کل یوم ولیلۃ ثم ھبط حتی بلغ موسیٰ فاحتبسہ موسیٰ فقال یا محمد ماذ اعھد الیک ربک قال عھد الیّ خمسین صلوۃ۔

﴿بخاری شریف جلد ثانی ص ۱۱۲۰﴾

اذا خلف السبع الطباق ورائہ	وصادف من اولی لرتبتہ المولی
جب ساتوں آسمانوں کو آپ نے اپنے پیچھے چھوڑ دیا	اور آپ نے پایا جو کچھ آپ کے رتبے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا تھا جو کچھ عطا کیا تھا

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنے قصیدے میں فرمایا ہے ۔ کذا فی المعانیہ

نبی خصّ بالتقدیم قدماً	و آدم بعد فی طین وماء
علٰے ودنا دجاز الی مقام	کریم خصّ فیہ بالاصطفاء

بدا بقمر یبدو فی النجوم   من الاصحاب اهل الاقتداء

ولم یر ربّه جهراً سواه   یسرّ فیه جلّ عن امتراء

﴿تحیۃ الاسلام مع عقبانۃ الاسلام ص ۳۹﴾

وکان عیاناً یقظۃ لا یشوبه   منام ولا قد کان من عالم الرؤیا

اور عروج بیداری کی حالت میں تھا   ملاوٹ نہیں تھی نیند کی اور نہ تھا خواب کے عالم سے

اور شیخ اکبرؒ نے بیداری کی حالت میں رؤیا کے حاصل ہونے کی تصریح کی ہے اور شرح مواہب الدنیہ۔ زرقانی مصری جلد نمبر ۶ ص ۱۱۹ میں بھی ابن المنیر نے نقل کیا ہے ص ۲۲۵ ج ۸۔

شرح مواهب اللدنیه للزرقانی۔ العیان بکسر العین المشاهده

قد التمس الصدیق ثم فلم یجد   وصحح عن شداد البیهقی کذا

یعنی آپ ﷺ کے مقام پر تلاش کیا حضرت صدیق نے نہیں آپ کو نہ پایا   اور اس کو صحیح فرمایا حضرت شداد بن اوس سے امام بیہقی نے اسی طرح

اور یہ روایت طبرانی اور بزار میں بھی ہے اور جلد ۳ ص ۱۲ پر امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں بھی اس کو ذکر کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ امام بیہقی نے اس کی اسناد کو صحیح فرمایا ہے اور زوائد ہیثمی میں بھی ہے۔ اور انہوں نے بھی اس حدیث کو صحیح فرمایا ہے۔ اور دلائل میں بھی ہے جیسا کہ امام زرقانی نے فرمایا ہے کہ انہوں نے بھی اس حدیث کو صحیح فرمایا ہے۔ اور فتح الباری جلد ۷ ص ۱۲ میں بزار اور طبرانی کا حوالہ دیا ہے۔ اور دیکھو شفا قاضی عیاضؒ

رای ربّه لما دنا بفؤاده   ومنه سری للعین مازاغ لا یطغیٰ

جب آپ ﷺ قریب گئے تو اپنے رب کو دیکھا اپنے قلب مبارک سے (زرقانی ج ۶ ص ۵ ما کذب الفؤاد ما رای)   اور قلب سے رؤیت سرایت کر گئی آنکھ تک جو کہ مازاغ تھی اور ما طغیٰ تھی۔ نہ آنکھ نے تجاوز عن الحد کیا اور نہ بھگی

رای نوره انیٰ یراه مؤمّل   و اوحیٰ الیه عند ذاک بما اوحیٰ

اور آپ نے باری تعالیٰ کے نور کو دیکھا اور امید کرنے والا کہاں دیکھ سکتا ہے اس کو   اور باری تعالیٰ نے اس وقت آپ پر وحی کی جو بھی وحی کی

بحثنا فقال البحث اثبات رویة   لحضرته صلی علیه کما یرضیٰ

****

ہم نے بحث کی اور بحث کا انجام یہ ہوا کہ باری تعالیٰ کی رؤیت آپ ﷺ کی جناب کے لئے آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ درود بھیجے
ثابت کی جائے جیسا کہ راضی ہو

وسلم تسليما كثيرا مباركاً كما بالتحيات العلي ربه حيّٰى

اور سلام بھیجے اللہ تعالیٰ بہت بہت سلام جس کے ساتھ برکتیں کی ہوں جیسا کہ التحیات اللہ والصلوات والطیبات سے آپ ﷺ نے اپنے رب کو سلام کیا

یہ مرقات شرح مشکوٰۃ ص ۳۳۱ ج ۲ میں ابن مالک نے سارا قصہ نقل کیا ہے

قال ابن ملك روى انه صلى الله عليه وسلم لما عرج به اثنى على الله تعالى بهذه الكلمت فقال الله تعالى السلام عليك ايها النبي ورحمة الله و بركاته، فقال عليه السلام السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين فقال جبريل اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمداً عبده ورسوله وبه يظهر وجه الخطاب وانه على حكاية معراجه عليه السلام في آخر الصلوة التي هي معراج المومنين ﴿ص ۱۱۱ عمدة القاری جلد ۶ مصری﴾

قال الشيخ حافظ الدين النسفيؒ التحيات عبادات القولية والصلوات العبادات الفعلية والطيبات العبادات المالية ﴿عمدة القاری ج ۳ ص ۱۱۲﴾

كما اختاره الحبر ابن عم نبينا واحمد من بين الايمته قد قوّى

رؤیت کا ہونا اختیار کیا ہے ہمارے نبی ﷺ کے چچا زاد بھائی حبر الامۃ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے۔ اور اماموں میں سے امام احمد بن حنبل نے اسی کو قوی کہا ہے۔ نیز نسیم الریاض جلد ۱ ص ۴۹ مطبوعہ کلکتہ میں بھی ہے

ف: امام احمد بن حنبلؒ نے ایک مرفوع حدیث بھی بیان فرمائی ہے
﴿مسند احمد اور زرقانی شرح مواہب المدینہ ص ۱۱۹ جلد ۶﴾

ف: في الاوسط باسناد قوي عن ابن عباس قال رأى محمد ربه مرتين و من وجه آخر قال نظر محمد الى ربه جعل الكلام لموسى والخلة لا براهيم والنظر لمحمد ﷺ فاذا تقرر ذالك ظهر ان المراد ابن عباس هنا بروية العين

المذکورۃ. جمیع ما ذکر صلی اللہ علیہ وسلم وھکذا

﴿زرقانی ج۶ وابن کثیر ج ۳ زرقانی جلد۶ ص۳ فتح الباری ج۸ ص ۴۳۱ مصری عمدۃالقاری ج۱۷ ص ۳۰ و فی البخاری ص ۵۵۰ ج اول. عن عکرمۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما ص ۵۵۰ فی قولہ تعالی و ما جعلنا الرؤیا التی اریناک الافتنہ للناس قال ھی رویا عین﴾

فقال اذا ما اظروزی استبانہ — واہ رای المولی فسبحان من اسری

پس آپ نے فرمایا (یعنی امام احمد ابن حنبلؒ نے جبکہ امام مروزیؒ نے آپ سے بیان کرایا دریافت کیا — اس کو دیکھا ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں آپ نے اپنے مولا کو دیکھا ہے پس پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات

فتح الباری جلد۸ ص ۴۳۱ مصری۔ بخاری ج۲ ص ۱۱۰۲ میں کئی دفعہ آیا ہے

فاذا رایت ربی وقعت لہ ساجدا فی کتاب السنۃ عن اسحاق بن منصور بن بھرام الکوسج التمیمی المروزی نزیل نیسا بو راحدالائمۃ الحفاظ الثقات روی عنہ الجماعۃ سوی ابو داؤد قال الخطیب کان فقیھًا عا لماً وھو الذی دوّن المسائل عن احمد مات سنتہ احدیٰ و خمسین وماتین

﴿زرقانی شرح مواھب اللدنیہ جلد۶ ص ۱۱۹ مصری﴾

رواہ ابو ذر بان قد رأیتہ — وانی اراہ لیس للنفی بل ثنیا

اور حضرت ابوذر غفاریؓ نے اس کو روایت کیا ہے کہ آپ نے ذات باری تعالیٰ کو دیکھا ہے — اور انی اراہ نفی کے لئے نہیں ہے بلکہ نفی کیلئے ہے امام بیہقی نے بھی یہی فرمایا ہے

نعم رویۃالرب الجلیل حقیقۃ — یقال لھا الرؤیا بالسنہ الدنیا

ہاں رب جلیل کی رویت ایک ایسی حقیقت ہے — کہ اسی کو رویا کہا جاتا ہے دنیا کی زبانوں میں

(فتح الباری) عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں رویا عین کتاب التعبیر فتح الباری ج ۲ ج ۷ ص ۱۳ از زرقانی ج ۶۔ امام ابن کثیر ج ۱۳ ص ۱۱ ص ۱۴

....

عمدۃ القاری ج ۷ ص ۳۰ قیدیہ للاشعار بان الرویا بمعنی الرویۃ فی الیقظۃ

والا فمرای جبریل عوادۃ — ولیس بدیعاً شکلہ کان اذ اوفی

ورنہ پس حضرت جبریل کا دیکھنا تو کئی بار تھا — یہ کوئی نئی بات نہیں تھی خواہ کسی شکل میں دیکھا ہو

﴿بعض نے لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل ۲۴ ہزار مرتبہ نازل ہوئے﴾

وذالک فی التنزیل من نظم نجمہ — اذا ما رعیٰ الراعی و مغزاہ فلیوفی

اور یہ یعنی رؤیت کا مسئلہ قرآن شریف میں سورۃ النجم میں ہے — جب کہ رعایت کرنے والا غور کرے اور اصل مقصود کو پورا کرے

وکان ببعض ذکر جبریل فانسری — الی کلہ والطولُ فی البحث قد عنیٰ

اور بعض طریقوں میں حضرت جبریل کا ذکر ہے — یہ کل کی طرف سرایت کر گیا اور بحث کے طول نے تھکا دیا

وکان الی لاقصی سری ثم بعدہ — عروجاً بجسمٍ ان من حضرۃ اخریٰ

مسجد اقصیٰ تک تو اسرا تھی پھر اس کے بعد — جسم کے ساتھ عروج تھا ہاں دوسرے دربار تک

عروجا الی ان ظللتہ ضبابۃ — ویغشی من الانوار اباہ ما یغشیٰ

عروج یہاں تک تھا کہ آپ کو ایک بڑی نیند ڈھانپ لیا — اور انوارات نے آپ کو ڈھانپ لیا جس طرح کہ ڈھانپ لیا

ویسمع للاقلام ثم صریفھا — ویشہد عیناً مالہ الرب قد سوّیٰ

اور آپ وہاں صریف الاقلام سنتے تھے صریف الاقلام یعنی قلموں کے چلنے کی آواز — اور اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے تھے جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے تیار کیا تھا

ومن عض فیہ من ھنات تفلسف — علیٰ جرف ھارٍ یقارن ان یردیٰ

اور جو آدمی فلسفہ کی نمایاں باتوں کو دانتوں سے کاٹے — وہ ایسی گھاٹی پہ جو گرا ہی چاہتی ہے قریب ہے کہ وہ ہلاک ہو جائے

کمن کان من اولا دما جوج فادعی — نبوتہ بالغی والبغی والعدویٰ

جیسا کہ وہ آدمی جو یا جوج ماجوج کی اولاد سے ہے پس اس نے دعویٰ کر دیا — اپنی نبوت کا اپنی گمراہی سے بغاوت اور تعدی سے

ومن یتبع فی الدین اھواء نفسہ — علیٰ کفرہ فلیعبد اللات والعزیٰ

اور جو آدمی دین میں اپنی خواہشات کا اتباع کرتا ہے — وہ اپنے کفر میں لات و عزیٰ کو پوجتا پھرے

☆☆☆

تخلقوا باخلاق اللّٰہ

خطبہ جمعہ حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی ۔۔۔ جمع وترتیب مولوی محمد انس

اما بعد: وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدکم ویعفوا عن کثیر: اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کے بعد احکام دیکر آزاد چھوڑ دیا، احکام کا پابند تو کیا لیکن پابندی میں ہر کسی کو مختار بنا دیا کہ تمہارے اعمال پر جزائے خیر وسزائے عقوبت مرتب ہوگی، دنیا عقبیٰ میں نیکی کا بدلہ اچھائیوں میں اور اعمال بد کا صلہ مشکلات وسزائے جہنم ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں ہر کسی کو ملے جلے ماحول میں پیدا کیا، کبھی تکالیف، کلفتیں، رنج وغم مشکلیں دے دیں، کبھی آسائش وراحتیں، سکون ولذتیں، کبھی مال دے دیا، کبھی چھین لیا، کبھی جاہ ومنصب عنایت فرما دیا تو کبھی رکاوٹ پیدا کردی، غرض ہر کسی کو ایک مقام پر نہیں رکھا الا ماشاء اللہ جو کچھ حسب مشیت خدائے تعالیٰ ہوں۔

دنیا میں اچھے اور ناموافق ایام انسان پر آتے ہیں بھلے ایام کی بدولت اس دنیا میں شوکت وعزت مل جاتی ہے، پھر نخوت وغرور میں آکر ابن آدم اترانے لگتا ہے، یہ خدائی صفات اس متکبر ذات ہی کے ساتھ خاص ولازم ہیں، بندہ عاجز تر ہے، ان اوصاف کے حاملین اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں، جن کی پاداش میں کوئی مصیبت یہیں دنیا میں مل جاتی ہے عمل کا بدلہ یہیں ملا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ سب تمہارے اپنے کئے کا بدلہ ہے، یہ سب کچھ تب ہی ہے جب بندہ اپنی مرضی وچاہت سے کرتا ہے، اپنے آپ کو جتانے کی کوشش کرتا ہے مگر جب اللہ کی مرضی وچاہت سے کرتا ہے تو اللہ فرماتے ہیں میری کریم ذات ایسی ہے کہ ویعفوا عن کثیر اکثر میں معاف کر دیتا ہوں،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تخلقوا باخلاق اللہ کہ اپنے اندر اللہ کا اخلاق پیدا کرو، اللہ کا اخلاق اللہ سے قرب ونزدیکی سے ملتا ہے کیونکہ ضابطہ ہے کہ جتنا کسی کو کسی سے قرب وجوار وصال وملاپ ہوگا اتنے ہی اسرار وبھید اس پر آشکارا ہونگے، اللہ کا اخلاق ہر کسی کو سب کیلئے مساوی کرنا ہے، جیسے دنیا میں اللہ کو

کوئی زبان سے تسلیم کرے نہ کرے منہ سے اقرار تو ہو ہی جاتا ہے۔ کیونکہ ہر انسان فطری طور پر اللہ تعالیٰ سے الفت و محبت کرتا ہے، مشرکین و کفار کے فسق و فجور میں مبتلا ہونے کے باوجود اور عقائد باطلہ و اعمال فاسدہ اپنانے کے باوجود بھی حق تعالیٰ کی عظمت و محبت کا دعویٰ سب میں مشترک ہے، اپنے عقیدے عندیہ کے موافق اسکی جستجو و رضا جوئی کیلئے عبادت کرتے ہیں گویا اپنی مرضی سے کرتے ہیں، حق تعالیٰ کی ذات ضرورت مند نہیں ہے۔

اللہ کی ذات مسلم غیر مسلم سب کیلئے برابر ہے،

اللہ تعالیٰ کے اخلاق کیلئے ضروری نہیں کہ اپنے چاہنے والے کو زیادہ دے مگر عادۃ اللہ یہی ہے کہ اپنے چاہنے والوں کو اپنے پرستاران خواص کو کم ہی عنایت فرماتا ہے، جیسے حضور ﷺ کی ذات عند اللہ اتنی بابرکت و پسندیدہ ہے کہ کائنات میں اس جیسی ہستی نہ کبھی آئی اور نہ کبھی آئندہ تاحشر آئیگی حق تعالیٰ نے ان کو سب سے کم دیا، کئی ایام صبح و شام فاقے رہتے تھے ایک آدمی زوجہ مطہرہ کے پاس آیا کہ کھانے کو کچھ چاہیے زوجہ مطہرہ نے کہہ دیا کچھ موجود نہیں ہے جب کہ گھر میں گوشت رکھا ہوا تھا، واپس آ کر دیکھا تو وہ پتھر بن چکا تھا، روایت میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس نے کھانے کو مانگا تم نے دیا نہیں اللہ نے اسلئے اس کو پتھر بنا دیا۔ یہ اپنے خواصوں کو ابتلاء میں ڈالنے کی مثال ہے۔

عزت و شرف

دنیا دار طبقہ دولت و ثروت جائیداد و املاک جات کو اپنے لئے باعث شرف و عزت سمجھتا ہے یاد رکھنا چاہیے یہ مال و بخت وقار و رتبہ کی برتری کا سبب نہیں بلکہ یہ تو اللہ کا ابتلاء و آزمائش ہے تجارت میں پھر بندے کو اختیار دیا، دیکھتے دیکھتے جب خسارے نقصان کے آثار دکھنے میں آئیں تو یہ اپنا کیا اور دھرا ہوتا ہے، ناشکری کا انجام ہے، چونکہ دنیا کا معاملہ اللہ نے دنیا کے ساتھ رکھا ہے تو خسارے کے ازالہ کیلئے فرمایا! اگر شکر کرو گے تو اور زیادہ دونگا۔ اللہ کا اخلاق یہ ہے کہ شاکرین کو گھاٹے و خسارے سے بچا کر نفع دے۔

شیطان راز داں

...... شیطان کو کہا گیا سجدہ کر آدم کو سجدہ کر وہ اس نے انکار کیا کہ میں کیوں سجدہ کروں، میں

دی میری تخلیق آگ سے ہوئی آدم خاکی ہے، آگ مٹی سے اعلیٰ و افضل ہے، تو میں سجدہ کیوں کروں؟ بعدہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا! فاخرج منہا فانک رجیم، تو نکل جا کیونکہ یقیناً تو مردود ہو چکا ہے، وان علیک لعنتی الیٰ یوم الدین، اور ہاں تجھ پر تا قیامت میری لعنت ہے۔

شیطان جنات میں سے ہے، اپنی عبادت/ریاضت/زہد وورع کیوجہ سے فرشتوں میں شامل ہو گیا اور مقربین کے ہمراہ رہنے لگا، حتیٰ کہ اطاعت و تقویٰ سے معلم الملکوت بنا دیا گیا یعنی فرشتوں کا بھی استاد، تو فرشتوں میں اٹھنے بیٹھنے کیوجہ سے جہت آدم کی طرف وہ لیکن سجدہ کا حکم لاگو ہوا گر نہ عدم تعمیل سجدہ کا جرم قطعاً اس پر عائد نہیں ہوتا، تو یہ سمجھ گیا کہ راندۂ درگاہ تو ہو چکا، پھٹکار تو پڑ چکی، پر خدائے تعالیٰ کے قرب و نزدیکی اس پر یہ راز افشا ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ غضب وجلال میں ہوں غصہ وطیش کی وجہ سے سائل کو دھتکاتے نہیں، بے نیل مرام نہیں چھوڑتے کہ کوئی کہنے لگے کہ خدا نے عالم غضب وجلال میں میری فلاں درخواست حقارت سے ٹھکرا دی تھی۔ اسنے سوچا کہ اپنی بقیہ عمر عیش وعشرت نشاط وفرحت انگیزی میں کیوں نہ صرف کر دی جائے، تو خدائے تعالیٰ سے کہا ”انظرنی الیٰ یوم یبعثون“ خدایا مجھے تا حشر زندگی کی مہلت دیجئے کہ بقیہ حیات و زیست اپنی مرضی سے گذاروں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا! انک من المنظرین ”تجھے مہلت عطا کر دی گئی۔

ابلیس نے دلیل دی تھی کہ آگ خاک سے افضل ہے آج کتنے لوگ اس طریقہ، برہان وحجت پر شیطان کے پیروکار ہیں، ٹیلی ویژن، ریڈیو، دوسرے ذرائع مواصلات خبر رسانی پر بڑے وثوق واطمینان سے حجت بازی کرتے ہیں، مذہب اسلام پر براہین لامعہ، حجت سازی، مشاہدات بیان کرنے میں ذرا برابر نہیں گھبراتے، جن کے دامن سے مذہب اسلام کی مکمل کروضاحت ہو رہی ہوتی ہے، یہ کون سے انگریز کی پروردہ شاخ ثمر ہیں، جس کی تقلید میں تن من دھن لٹا کر تباہ کر دیے، پاکی ناپاکی کا تصور یکساں ہے، یقیناً یہ لوگ صفحۂ اسلام پر ایک سیاہ دھبہ ہیں جو اوراق تواریخ میں صدیوں تک آسانی سے گھستا بھی نہیں۔

جتنا اللہ کا قرب نبی ﷺ کو حاصل تھا اتنا امت میں اور کسی کو حاصل نہیں ہوا، آپ ہی کی ذات کیوجہ سے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو حاصل ہوا، انکے بعد فاروق اعظم کو، اور انکے بعد عثمان غنی ؓ کو بعدہٗ علی المرتضیٰ حیدرؓ کو۔

اللہ کا راز

حضرت امام احمد ابن حنبلؒ قاضی عیاضؒ کی مجلس میں جایا کرتے تھے کسی نے عرض کیا حضرت آپ جیسے لوگ ان کی مجلس میں جاتے ہیں؟ تو امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا! قاضی عیاض کو جتنی اللہ کی معرفت حاصل ہے اتنی میرے پاس نہیں، جتنا زیادہ اللہ کا قرب حاصل ہوگا اتنے زیادہ راز افشا ہونگے۔

حضرت علی المرتضیٰؓ ایک آدمی کو قتل کرنے لگے تو اس آدمی نے حضرت علیؓ کے منہ پر تھوک دیا، علی المرتضیٰؓ نے فوراً چھوڑ دیا کسی نے دریافت کیا حضرت چھوڑ کیوں دیا؟ جواب ملا کہ اول تو میں اس کو اللہ کیلئے قتل کر رہا تھا مگر جب اس نے تھوکا تو خیال آیا کہ اب اگر اس کو ماروں گا تو لوگ کہیں گے کہ علی نے ذاتی ضد وعداوت میں آ کر اس کو قتل کر دیا، یہ خشیت وخوف الٰہی حضرات صحابہ کو نبی ﷺ کی وجہ سے حاصل ہوا۔

و ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم الخ

جو تم اعمال کرتے ہو وہ سب تمہارے اپنے ہاتھوں کی پونجی ہوتی ہے۔لوگ کہتے ہیں فلاں حاکم ہم پر مسلط ہو گیا جس کی وجہ سے ہم مجبور ہیں لاچار ہیں، نہیں ہم نے خود انہیں ووٹ دیکر منتخب کیا اپنی مرضی سے تو کوئی نہیں آتا۔

۱۹۶۳ء میں روس نے اپنی چاند گاڑی چاند پر روانہ کی، اس پر ایک کتا بھی بھیج دیا، خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ چاند پر نہ پہنچ سکی، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی نے فرمایا! شکر ہے کہ وہ چاند پر نہ پہنچ سکی ورنہ چاند والی مخلوق کہتی کہ شاید زمین والی مخلوق نے اپنا منتخب نمائندہ بھیجا ہے، شاید ارضی مخلوق کی شکل وشباہت ایسی ہے جیسے اس کی، گویا ہمارے اعمال جیسے ہونگے ویسے ہمارے نمائندے ہونگے۔

آج ہمارے اعمال بد کی وجہ سے ہم پوری دنیا میں ذلیل ہو رہے ہیں، خاص طور پر اسلامی ممالک غیروں کے آگے جھکنے کی وجہ سے ذلیل وخوار ہو رہے ہیں، ہمارے حکمران پہلے سے زیادہ خراب مسلط ہو رہے ہیں، یہ صرف اور صرف ہمارے اعمال کی سزائیں ہیں۔

آج ہم سب مسلمانوں کو اجتماعی توبہ کی ضرورت ہے، اللہ کو گڑگڑا کر منانے کی ضرورت ہے تاکہ ہم اس کے عذاب سے بچ کر راحت پا سکیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے

••

خواتین کے صفحات

خادمۃ القرآن

بہترین عورت کے دو خاص اوصاف

وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر نسآء رکبن الابل صالح نسآء قریش احناہ ولد صغرہ وارعاہ علی زوج فی ذات یدہ «رواہ البخاری ومسلم»

ترجمہ: حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورتیں اونٹ پر سوار ہوئیں «عربی عورتیں» ان میں سب سے بہتر قریش کی عورتیں ہیں جو بچپن میں اولاد پر سب عورتوں سے زیادہ شفقت رکھتی ہیں اور شوہر کے مال کی سب عورتوں سے زیادہ نگہداشت رکھنے والی ہوتی ہیں «مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۶۷ بحوالہ بخاری ومسلم»

تشریح: عرب میں مرد وعورت چونکہ سب ہی اونٹوں پر سوار ہوتے ہیں اس لئے عرب عورتوں کے تذکرہ میں حضور ﷺ نے اونٹوں پر سوار ہونے کا ذکر فرمایا۔ اس حدیث پاک میں عورتوں کی قابل تعریف دو باتوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اوّل بچوں کو شفقت سے پالنا، دوم شوہر کے مال کی حفاظت کرنا یہ دونوں خصلتیں بہت اہم اور ضروری ہیں۔ اگرچہ اپنی اولاد کو محبت اور شفقت کے ساتھ پرورش کرنا عورت کی طبعی اور فطری عادت ہوتی ہے۔ لیکن صاحب رسالت ﷺ نے اس کی تعریف کر کے اسے بھی دینداری میں شامل فرما دیا۔

شوہر کے مال کی حفاظت کرنا بھی ایمان کا تقاضا ہے

حدیث شریف میں قریشی عورتوں کی ایک یہ تعریف فرمائی کہ دوسری عورتوں کے مقابلہ میں شوہر کے مال کی حفاظت اور نگہداشت بہت زیادہ کرتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ شوہر کے مال کی نگرانی اور حفاظت کرنا اور طریقہ وسلیقہ سے خرچ کرنا بہتر ہے اور انتظام کا لحاظ کرتے ہوئے گھر کے اخراجات

چلانا بھی دینداری کی بات ہے۔ شوہر کا کام ہے کمانا اور گھر میں لانا، وہ ہر وقت گھر میں نہیں بیٹھ سکتا۔ لامحالہ عورت کی تحویل میں مال چھوڑنا پڑتا ہے۔ اب یہ عورت کی دینداری اور سمجھداری ہے کہ اخراجات میں شوہر کی ہمدردی کرے، امانت داری کے ساتھ اپنے اوپر اور شوہر کی اولاد پر اور اس کے ماں باپ پر خرچ کرے۔



ہمیشہ باوضو رہنے کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یا انس ان استطعت ان تکون ابدا علی وضوء فافعل اگر تم سے ہو سکے کہ ہمیشہ باوضو رہو تو ایسا کرو فان ملک الموت اذا قبض روح العبد وھو علی وضوء کتب لہ شہادۃ کیونکہ ملک الموت جب کسی ایسے بندہ کی روح کو قبض کرتے ہیں جو باوضو ہو تو اس بندہ کی موت شہادت کی موت لکھی جاتی ہے۔

کنز العمال میں حضرت خالد بن ولیدؓ سے ایک طویل حدیث نقل کی گئی ہے جس میں ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے بہت سی خواہشات کا اظہار کیا اور پوچھا کہ میں ایسا ایسا کیوں کر بن سکتا ہوں ان میں ایک سوال یہ بھی تھا "احب ان یوسع علی فی الرزق قال دم علی الطہارۃ یوسع علیک فی الرزق"، میں چاہتا ہوں مجھ پر رزق میں کشائش کر دی جائے فرمایا: ہمیشہ وضو سے رہو رزق میں کشائش کر دی جائے گی۔



صدقہ کی برکت

حضرت امام احمد ابن حنبلؒ اپنی سند کے ساتھ مسلم بن ابی الجعدؒ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: حضرت صالح علیہ السلام کی قوم میں ایک شخص لوگوں کو بہت ستایا کرتا تھا، لوگوں نے حضرت صالح علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ اس کے لئے بددعا کریں آپ نے فرمایا: جاؤ اس شخص سے

تمہاری کفایت کر لی گئی ہے۔ یعنی تم اس کے شر سے محفوظ ہو گئے ہو۔ مسلم بن ابی الجعدؒ کہتے کہ وہ شخص روزانہ لکڑیاں چننے جایا کرتا تھا چنانچہ وہ اس روز بھی اس ارادے سے نکلا۔ اس کے پاس دو چپاتیاں تھیں جن میں سے ایک اس نے کھائی اور دوسری صدقہ کر دی۔ غرض وہ گیا اور لکڑیاں چن کر شام کو صحیح سالم لوٹ آیا (اسے کچھ بھی نہیں ہوا) لوگوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ وہ شخص تو لکڑیاں چن کر صحیح وسالم لوٹ آیا اسے کچھ نہیں ہوا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اُسے بلایا اور اس سے پوچھا کہ تم نے آج کیا عمل کیا ہے؟ اس نے کہا میں گھر سے چلا تو میرے پاس دو چپاتیاں تھیں جن میں سے ایک میں نے کھائی اور دوسری صدقہ کر دی۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا، اچھا لکڑیوں کا یہ گٹھر کھولو۔ اس نے گٹھر کھولا تو دیکھا کہ اس میں ایک سیاہ سانپ درخت کے تنے کی مانند پڑا ہوا ہے اور اس نے اپنے دانت ایک موٹے تنے پر گاڑے ہوئے ہیں۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا، اس نے جو چپاتی صدقہ کی تھی اس کی برکت سے یہ بچ گیا۔



چار بیماریوں سے حفاظت کی دعا

آج کل جس تیزی سے بیماریاں پھیل رہی ہیں کسی سے مخفی نہیں۔ ایسی صورت حال میں ہمارے لئے ضروری ہے کہ ان دعاؤں کا اہتمام کریں جو احادیث مبارکہ میں مختلف بیماریوں سے حفاظت کے لئے وارد ہوئی ہیں۔ ذیل میں ایک مختصر دعا درج کی جاری ہے جو چار مہلک بیماریوں سے بچاتی ہے

﴿۱﴾ جذام (کوڑھ، اور ایسی بیماری جس میں اعضاءِ جسم گل سڑ کر الگ ہونے لگتے ہیں)

﴿۲﴾ جنون (پاگل پن جس کا عموی سبب ڈپریشن اور ٹینشن ہے)

﴿۳﴾ عمیٰ (اندھا ہونا)

﴿۴﴾ فالج

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک بڑے میاں تشریف لائے جنہیں "قبیصہ" کہا جاتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا، تم نے آنے کی کیوں تکلیف کی جبکہ تمہاری عمر

بڑی ہوگئی ہے اور تمہاری ہڈیاں چورہ ہوگئی ہیں؟ بڑے میاں بولے یا رسول اللہ ﷺ میری عمر بڑی ہوگئی ہے میری ہڈیاں چورہ ہوگئی ہیں، میری ہمت کمزور ہوچکی ہے اور میری موت کا وقت قریب آچکا ہے حضور ﷺ نے فرمایا ذرا پھر کہنا کیا کہا؟ انہوں نے دوبارہ وہی بات عرض کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمہاری اس بات کی وجہ سے آس پاس کے سب شجر وحجر رو دیئے ہیں۔ اپنی ضرورت پیش کرو تمہارے حق کی ادائیگی ضروری ہوچکی ہے۔ وہ بولے یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم فرمادیں جس کی بدولت اللہ تعالیٰ مجھے دنیا وآخرت دونوں میں نفع عطا فرمائیں، دعا زیادہ لمبی نہ بتلائیں کہ میں بوڑھا آدمی ہوں مجھے کچھ یاد نہیں رہتا۔

فرمایا: تمہارے دنیاوی نفع کیلئے یہ مختصر عمل ہے کہ جب تم صبح فجر کی نماز سے فارغ ہوجاؤ تو تین مرتبہ یہ کلمات کہہ لیا کرو۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ ان کلمات کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمہیں چار بیماریوں سے بچائیں گے۔ «۱» جذام «۲» جنون «۳» نمی «۴» فالج

«جواہر پارے، مکتبہ قاسمیہ»



پہلے تولو پھر بولو

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں معافی بن زکریا نے حکایت بیان کی ہے کہ کہتے ہیں شیر، بھیڑیا اور لومڑی ایک دفعہ ساتھی بن کر شکار کیلئے نکلے، تینوں نے مل کر گدھے، ہرن اور خرگوش کو شکار کیا «شکار سے فارغ ہوکر» شیر نے بھیڑیے سے کہا ہمارے درمیان شکار تقسیم کردو، بھیڑیے نے کہا معاملہ تو بالکل صاف ہے گدھا تمہارے لئے ہے خرگوش لومڑی کے لئے اور ہرن میرے لئے ہے۔ شیر نے «یہ سنا تو» پنجہ مار کر بھیڑیے کی کھوپڑی اڑادی اور لومڑی کی طرف متوجہ ہوکر بولا خدا اسے ہلاک کرے تقسیم کے بارے میں کس قدر جاہل واقع ہوا ہے، پھر لومڑی سے کہا کہ تم تقسیم کرو، لومڑی نے کہا ابو الحارث «شیر کی کنیت ہے» یہ بات بالکل واضح ہے کہ گدھا آپ کے ناشتہ کے لئے، ہرن رات کے کھانے کے لئے اور خرگوش کا تحلل درمیان میں کرلیجئے۔ شیر بولا او کمبخت واہ تو نے کیا خوب فیصلہ دیا ہے، یہ تجھے کس نے سکھایا؟ لومڑی بولی میری نگاہوں کے سامنے جو بھیڑیے کا کٹا ہوا سر پڑا ہوا ہے «اس نے سکھایا»

تاریخ کے جھروکوں سے۔۔۔

میدان یرموک میں جرجہ کا قبول اسلام

انتخاب ام محمد

یرموک کے میدان میں جب فریقین کی جانب سے پوری طرح صف آرائی ہوچکی تو جرجہ اپنی صف سے نکل کر درمیان میں آیا اور حضرت خالد بن ولیدؓ سپہ سالار لشکر اسلام کو آواز دی۔ حضرت خالد بن ولید تشریف لائے اور جرجہ کے متصل اس طرح کھڑے ہوگئے کہ دونوں کے گھوڑوں کی گردنیں مل گئیں ایک دوسرے کو امن دیدیا۔ جرجہ نے گفتگو شروع کی اور کہا میں آپ سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں، مجھ کو سچا جواب بلا کسی قسم کے دھوکے کے عنایت فرمائیے، کیونکہ شریف آدمی جھوٹ نہیں بولتا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا دریافت کرو میں جواب دونگا۔

جرجہ: کیا اللہ نے تمہارے نبی پر کوئی تلوار نازل فرمائی ہے اور نبی نے وہ تلوار تم کو دی ہے کہ جب اس سے دشمن پر حملہ کرتے ہو تو ان کو ہزیمت ہوجاتی ہے؟ (رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو "سیف اللہ" یعنی خدا کی تلوار لقب عطا فرمایا تھا)

حضرت خالدؓ: اللہ تعالیٰ نے کوئی تلوار نازل نہیں فرمائی۔

جرجہ: پھر آپ کا نام سیف اللہ کیوں ہے؟

حضرت خالدؓ: اللہ تعالیٰ نے اپنے سچے نبی کو ہماری طرف بھیجا۔ اول تو ہم سب ان سے علیحدہ رہے اور پھر بعض نے ان کی تصدیق کی اور بعض نے تکذیب کی۔ میں بھی انہی جھٹلانے والوں اور مخالفوں میں تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں کو پھیر دیا اور ہدایت کی۔ میں ایمان لے آیا۔ آپ ﷺ نے مجھے "سیف اللہ" کا خطاب عطا فرمایا اور میرے لئے نصرت و کامیابی کی دعا فرمائی۔ اس روز سے میرا نام "سیف اللہ" ہوگیا۔

ترجمہ: یہ تو آپ نے صحیح صحیح بتا دیا اب یہ فرمائیے کہ تم ہمیں کس چیز کی طرف بلاتے ہو اور کس بات کی دعوت دیتے ہو؟

حضرت خالدؓ: ہم اس بات کی طرف بلاتے ہیں کہ کلمہ شہادت پڑھو اور رسول اللہ ﷺ جو احکام لائے ہیں ان کو تسلیم کرو۔

ترجمہ: لیکن اگر کوئی اس بات کو نہ مانے؟

حضرت خالدؓ: تو وہ محصول ادا کرے اور مسلمانوں کے امن میں آجائے۔ مسلمان اس کی جان و مال کی

ایسی ہی حفاظت کریں گے جیسی اپنی کرتے ہیں۔

ترجمہ: اگر وہ اس کو بھی نہ مانے؟

حضرت خالدؓ: تو اول ہم اس کو مخالفت اور لڑائی کی اطلاع کرینگے اور اس کے بعد اس سے لڑائی کریں گے۔

ترجمہ: اگر کوئی تمہارے کہنے کو مان لے اور اسلام قبول کرلے؟

حضرت خالدؓ: ایسا شخص ہمارے مساوی ہوجاتا ہے اس کے حقوق ہمارے حقوق کے برابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان میں اول اور آخر، ادنیٰ و اعلیٰ، شریف اور غیر شریف سب برابر ہیں۔

ترجمہ: یہ بات تو مستبعد ہے کہ وہ تمہارے برابر ہوجائے تم لوگ مقدم اور اسلام کی طرف سبقت کرنے والے ہو؟

حضرت خالدؓ: یہ سچ ہے کہ ہم سابق ہیں مگر ہم نے تو رسول اللہ ﷺ کو آنکھوں سے دیکھا ہے، فیض صحبت اٹھایا، معجزات دیکھے، آپ کی خدمت میں تمام امور کا مشاہدہ کیا ایسے امور دیکھ کر ہمارا مسلمان ہوجانا کچھ زیادہ فضیلت کی بات نہیں۔ جو شخص بھی ایسے حالات کا مشاہدہ کریگا، وہ بصدق دل ایمان لے آئے گا۔ ہاں جن لوگوں نے نہ یہ حالات دیکھے، نہ فیض صحبت اٹھایا اور نہ ان عجائب امور کا مشاہدہ کیا۔ وہ سچے دل سے دین اسلام میں داخل ہوگئے تو ہم سے افضل ہوگئے۔

ترجمہ: بے شک آپ نے صحیح فرمایا۔

****

اس صاف اور بے لوث گفتگو نے جرجہ کو مسخر کر لیا اور وہ بجائے اس کے کہ مقابلہ کرتے حضرت خالدؓ سے اس امر کے خواہشمند ہوئے کہ مجھ کو اسلام کی تلقین کی جائے۔ حضرت خالدؓ ان کو اپنے خیمہ میں لے گئے اور غسل کے بعد دو رکعتیں پڑھوائیں۔ وہی قلب جو اسلام کے بغض سے پر تھا، مسخر ہو کر محبت خدا اور رسول ﷺ سے مالا مال ہو گیا تھا۔ جرجہ اسی وقت پچھلے پیروں میدان کارزار میں واپس ہو کر شہید ہو گئے۔

حضرت معروف کرخیؒ کے اقوال

ایک آپؒ کے پاس ایک سائل آیا اور اس نے امداد کے لیے سوال کیا، لیکن اس وقت آپ کے پاس دینے کے لئے کچھ بھی نہ تھا۔ آپؒ نے اپنی جوتیاں اتار کر دے دیں۔ سائل نے ان جوتیوں کو بازار میں لے جا کر فروخت کر کے کوئی پھل خرید لیا۔ اگلے دن جب آپ کو اس بات علم ہوا تو آپ نے فرمایا "الحمد للہ"

ایک دفعہ حضرت معروف کرخیؒ روزے سے تھے کہ اس حالت میں ایک سقے کے پاس سے گزرے وہ کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے جو اس پانی کو پی کر جائے۔ آپؒ یہ سن کر اس کی طرف گئے اور پانی پی کر آگے بڑھے۔ پھر فرمایا "کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ اس سقے کی دعا کو ہی قبول فرمائے۔"

ایک مرتبہ ایک بوڑھا آدمی حضرت معروف کرخیؒ کے ہاں مہمان تھا۔ طرح طرح کی بیماریوں نے اسے چڑچڑا اور بدمزاج بنا دیا تھا۔ درد سے کراہتا رہتا اور واہی تباہی بکتا رہتا تھا۔ اہل محلہ اس کی آہ و زاری اور بے ہودہ گوئی سے تنگ آ چکے تھے۔ لیکن خود حضرت معروف کرخیؒ دن رات اس کی خدمت کرتے رہتے تھے۔ جس دن سے وہ بوڑھا حضرت کے ہاں مہمان ہوا تھا آپؒ نے کسی رات بھی پل بھر کے لیے نیند نہ لی ہوگی۔ اتفاق سے ایک رات ان کو اونگھ آ گئی۔ بوڑھے مہمان نے آواز دی اور آپؒ نہ بولے۔ اس نے آسمان سر پر اٹھا لیا اور آپؒ کو بے شمار گالیاں دے ڈالیں۔ آپ نہایت صبر و تحمل سے اس کی گالیاں سنتے رہے۔ لیکن آپ کی اہلیہ برداشت نہ کر سکیں وہ بولیں اس کمینے اور

احسان فراموش بوڑھے کو آپ یہاں سے دفع کیوں نہیں کرتے۔ دوسروں کے ساتھ نیکی کرنے کا اگر یہی صلہ ہے تو پھر یہ کون سا اچھا کام ہے۔ حضرت معروف کرخیؒ ہنس پڑے اور فرمایا کہ یہ بوڑھا اگر کبر سنی اور بیماری کی وجہ سے بے چین ہے تو ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے تندرستی اور خوش حالی عطا فرمائی ہے۔ اس کے شکرانے میں ہمیں چاہیے کہ ضعیفوں اور بیماروں کا بوجھ خوش دلی سے اٹھائیں اور ان کی تلخ نوائی اور ترش روئی کو بھی خندہ پیشانی سے برداشت کریں۔

آپؒ نے فرمایا: ''وہ بنیاد جو کبھی ویران نہ ہو عدل ہے۔ وہ تلخی جس کا انجام شیرینی ہو صبر ہے۔ وہ شیرینی جس کا آخر تلخ ہو شہوت ہے۔ بیماری جو علاج پذیر نہ ہو، الٰہی ہے۔ وہ بلا جس سے لوگوں کو بھاگنا چاہیے، عیش ہے۔ عقل مند وہ ہے کہ جب اس پر کوئی مصیبت نازل ہو تو وہ پہلے روز وہی کرے جو تیسرے روز کرے گا۔

مصائب دنیا کی دوا خلق سے دور رہنا ہے۔ درویشی یہ ہے کہ کسی چیز کی طمع نہ کرے۔ کوئی دے تو منع نہ کرے۔ جب لے لے تو جمع نہ کرے۔

بغیر عمل کیے ہوئے جنت کی آرزو کرنا گناہ ہے۔ سنت ادا کیے بغیر شفاعت کی امید محض غرور اور دھوکا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کے بغیر رحمت کا امیدوار ہونا جہالت وحماقت ہے۔

جواں مردی تین چیزوں میں ہے، ایفائے عہد بے غرض تعریف، بے سوال عطا، محبت تعلیم و تربیت سے نہیں بلکہ عطائے حق سے حاصل ہوتی ہے۔

خدا سے پھر وہی قلب و نظر مانگ
نہیں ممکن امیری بے فقیری

ایک دفعہ آپؒ بہت خوش ہو کر کھانا کھا رہے تھے۔ لوگوں نے اس خوشی کا سبب پوچھا۔ آپؒ نے فرمایا:

''میں اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوں جو وہ دیتا ہے کھاتا ہوں۔ اس لیے خوش ہوں''

آپؒ نفس سے کہا کرتے تھے مجھے خلاصی دے تا کہ تجھے بھی رہائی حاصل ہو۔ اور فرمایا: ''خدا پر توکل کیا کرو تا کہ نفس تمہیں نقصان نہ پہنچا سکے۔ چیزیں اللہ سے مانگو اور اس بات سے ڈرو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

••

MONTHLY MAGAZINE
Millia
JAMIA MILLIA ISLAMIA
FAISALABAD PAKISTAN
Reg:M # FD-16
MOHALLAH KHALSA COLLEGE FAISALABAD Ph:041-8711569
E-mail: milliafsd@hotmail.com Fax # 041-8724335